غیر مقلدین اور تطہیر مساجد کے بارے میں

ایک اہم فتویٰ

حضرت علامہ مفتی وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ

ادارہ معارفِ نعمانیہ لاہور

سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۰۳

نام کتاب ——— جامع الشواهد
فی اخراج الوہابین عن المساجد
(غیر مقلدین اور مسئلہ تطہیر مساجد)

تصنیف ——— شیخ المحدثین حضرت علامہ شاہ
وصی احمد مُحدّث سورتی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب جدید ——— حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی

تحریک ——— حضرت مولانا محمد احمد مصباحی

تائید ——— حضرت مولانا محمد عبدالمبین نعمانی

سن اشاعت ——— یکم رمضان ۱۴۲۰ھ / ۱۰ دسمبر ۱۹۹۹ء

شرف اشاعت ——— ادارہ معارفِ نعمانیہ

شائقینِ علم ۱۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

ملنے کا پتہ

ادارہ معارفِ نعمانیہ

مُتصِل جامع مسجد حنفیہ غوثیہ ۳۲۳ شادباغ، لاهور

نگاہ اوّلیں

باسمہٖ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ

زیر نظر فتوی کے مصنف شیخ المحدثین حضرت علامہ شاہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۸۳۶ء میں راندیر ضلع سورت (گجرات) میں پیدا ہوئے۔ شروع میں اپنے والد مولانا محمد طیب صاحب سے تحصیل علم کیا پھر علی گڈھ میں مولانا محمد لطف اللہ صاحب سے علوم و فنون کی تکمیل کی اس کے بعد سہارنپور میں محشی بخاری مولانا علی احمد کے درس حدیث میں شریک ہوکر ان سے سند و اجازت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادی قدس سرہ سے بیعت و ارادت کا تعلق قائم کیا۔ حضرت نے آپ کو سند حدیث کے ساتھ سند خلافت سے بھی نوازا۔ پیلی بھیت میں آپ نے دیگر علوم و فنون کے ساتھ چالیس برس درس حدیث دیا پھر دیں ۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۴ھ میں انتقال فرماکر مدرسۃ الحدیث کے قریب مدفون ہوئے۔

حضرت مولانا سید سلیمان اشرف چیرمین اسلامک اسٹڈیز مسلم یونیورسٹی علی گڈھ، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا نثار احمد مفتی اعظم آگرہ، مولانا مفتی عبدالقادر لاہور، ملک العلماء مولانا ظفر الدین، مولانا سید خادم حسین بن پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا سید مصباح الحسن پھپھوندوی، مولانا عبدالعزیز خاں محدث بجنوری، صدر الشریعہ مولانا امجد علی (مصنف بہار شریعت) قطب مدینہ مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی اور مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی وغیرہ آپ کے نامور تلامذہ میں سے تھے۔

آپ کا یہ فتویٰ جو عرصے سے نایاب ہے غیر مقلدیت کے فتنے سے بچنے کے لئے بے انتہا مفید ہے۔ اس لئے والد گرامی فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی مدظلہ کی ترتیب جدید کے بعد صرف اللہ و رسول کی رضا و خوشنودی کی خاطر مسلمانوں کو ان کے شر سے بچانے کے لئے کتب خانہ امجدیہ اس کی اشاعت کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ اور آخر میں وجوب تقلید شخصی کے ثبوت میں مکہ مکرمہ کے مفتیان کرام کا ایک اہم فتویٰ بھی ضم کر رہا ہے۔ خدائے عز و جل ہماری اس دینی خدمت کو بھی قبول فرمائے۔ آمین

انواس احمد قادری امجدی
امجدی منزل، اوجھا گنج بستی

فہرست مضامین فتویٰ جامع الشواھد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

(۱) علمائے اہلسنت وجماعت اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ یہ گروہ وہابیین یعنی فرقۂ غیر مقلدین بہیأت کذائی داخل ہے اہلسنت وجماعت میں یا خارج ہے ان سے مثل دیگر فرق ضالہ کے۔

(۲) اور ہم مقلدوں کو ان کے ساتھ مخالطت اور مجالست کرنا اور ان کو اپنے مساجد میں باوجود خوف فتنہ وفساد کے آنے دینا درست ہے یا نہیں؟

(۳) اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے بیّنوا بالتفصیل توجروا بالاَجۡرِ الجزیل۔

جواب سوال اول

وہابیۂ غیر مقلدین (کہ قطع نظر عقائد کے جن کی علامات ظاہری اس ملک میں بحیثیت مجموعی نہ باعتبار افرادی ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا اور[۲] فقہ کو مخالف حدیث کے کہنا اور[۳] مقلدین کا نام مشرک اور بدعتی رکھنا اور[۴] اپنے تئیں موحد اور محمدی ظاہر کرنا اور[۵] تقلید سے چڑھنا اور[۶] نفس انعقاد مجلس میلاد خیر العباد اور[۷] فاتحہ خوانی وعرس اولیاء اللہ کو شرک وبدعت کہنا اور[۸] بغیر کسی امام کی تقلید کے نماز میں آمین پکار کے کہنا اور[۹] وقت رکوع اور قومہ کے رفع یدین کرنا اور[۱۰] نماز میں ناف سے اوپر بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنا اور[۱۱] امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا اور[۱۲] جو ایسا نہ کرے اس کو برا کہنا) مثل دیگر فرق ضالہ رافضی وخارجی وغیرہما کے اہل سنت وجماعت سے خارج ہیں کیونکہ ان کے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف

اہل سنت وجماعت کے ہیں چنانچہ بموجب تحریر انھیں کی کتابوں کے چند عقائد اور مسائل بقید نام کتاب وہندسۂ صفحہ کے بطور نمونہ بیان کئے جاتے ہیں تاکہ پھر کسی منکر کو ان کے ثبوت میں گنجائش انکار اور شبہے کی باقی نہ رہے۔

پہلے ان کے عقائد سُنیے اول یہ کہ خدائے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہیں چنانچہ صفحہ ۵ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعۂ مرادآباد تصنیف مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین میں مندرج ہے۔

دوم انبیاء علیہم السلام سے احکام دینی میں بھول چوک کے قائل ہیں جیساکہ مولوی حسین خاں صفحہ ۱۲ کتاب ردتقلید بہ کتاب المجید مطبوعۂ مطبع فاروقی دہلی میں اس مضمون کا اقرار کرتے ہیں اور طرہ یہ کہ اس کی صحت پر مولوی نذیر حسین وشریف حسین وغیرہما اکابر غیرمقلدین کی مہریں بھی ثبت ہیں حال آنکہ انبیاء علیہم السلام تبلیغ احکام میں بالاتفاق معصوم ہیں۔

سوم یہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہیں چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۲ و ۱۶ نصر المؤمنین مصنفۂ اخوند صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہے کہ انھوں نے خاتم النبیین کے الف لام کو عہد خارجی کا لکھا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ بعض کے خاتم ہیں نہ سب کے حال آنکہ آپ کل انبیاء کے خاتم اور نبی آخر الزمان ہیں کہ بعد آپ کے کوئی نبی نہ ہوگا۔

چہارم کہتے ہیں کہ حدیث آحاد سے یعنی سوائے حدیث متواتر کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہیں ہوتا جس کا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت سے سوائے ایک دو معجزوں کے زیادہ صادر نہ ہوئے کیونکہ سوائے قرآن کے اور معجزات حدیث متواتر سے ثابت نہیں ہوتے چنانچہ یہ مضمون کتاب دلیل محکم مطبوعۂ دہلی تصنیف مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہے۔

پنجم اجماع کل امت کا جس کی سند ہم کو معلوم نہ ہو حجت شرعی نہیں ہے جیساکہ صفحہ ۱۳۱ کتاب معیار الحق مطبوعۂ لاہور مصنفۂ مولوی نذیر حسین میں وصفحہ ۲۴ کتاب اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور تصنیف مولوی عبداللہ محمدی معروف جہاؤ ساکن مئوین موجود ہے۔

ششم مجتہد کا قیاس شریعت میں قابل اعتبار کے نہیں ہے چنانچہ اسی کتاب معیار الحق کے صفحہ ۹۷ میں اور اعتصام السنہ کے صفحہ ۳۶ میں مرقوم ہے۔

ہفتم کتاب دراسات اللبیب مطبوعۂ لاہور مصنفۂ ملامعین کے صفحہ ۲۱۹ میں لکھا ہے کہ حضرت امام مہدی کے زمانے میں رجعت ہوگی یعنی جو لوگ ان کی محبت میں بدون ملاقات کے مرگئے ہیں اور نہ پایا انھوں نے زمانۂ امام کو تو بحکم خدائے تعالیٰ قبروں سے قبل قیامت کے زندہ ہوکر ان سے مستفید ہوں گے چنانچہ اصل عبارت عربی اس کتاب کی یہ ہے من مات علی الحب الصادق لامام العصر المهدی علیه السلام ولم یترك اوانه اذن الله سبحانه ان یحییه فیفوز فوزًا عظیمًا فی حضوره وهذه رجعته فی عهده۔ حال آنکہ مسئلہ رجعت کا نزدیک اہل سنت جماعت کے مردود ہے چنانچہ امام نووی شارح مسلم

لکھتے ہیں کہ رجعت باطل ہے اور معتقد اس کے رافضی ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ طریقہ رفاض کا ہے نہ اہلسنت کا۔

ہشتم کہتے ہیں کہ بارہ امام اور حضرت فاطمہ زہرا معصوم ہیں یعنی ان سے خطا کا ہونا محال ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم کہ مخالف ہوئے حضرت علی کی بیعت خلافت میں اور حضرت فاطمہ کے ارث دینے میں وہ سب کے سب خطا وار ہیں اور نیز یہ کہتے ہیں کہ عصمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عقلی ہے اور عصمت امام مہدی کی نقلی چنانچہ یہ مضمون اسی کتاب دراسات کے صفحہ ۲۱۳ میں مرقوم ہے حالانکہ یہ عقیدہ بھی خاص رافضیوں کا ہے کہ بارہ امام اور چودہ معصوم ان کے یہاں مقرر ہیں اور ہمارے یہاں تو سوائے پیغمبروں کے کوئی دوسرا معصوم نہیں جیسا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ کے باب دہم میں لکھتے ہیں۔ مذہب اہلسنت نیست کہ کسی را غیر نبی معصوم دانند انتہی۔

نہم اسی کتاب دراسات میں حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم کو بمقابلہ عصمت اہل بیت کے موضوع قرار دیا ہے اور حدیث اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمرؓ سے جواز اقتدائے شیخین کا قائل ہوا ہے اور وجوب و استحباب کو بالکل اڑا دیا چنانچہ عبارت عربی اس کی یہ ہے الحدیث الاول موضوع و الاّ لکان قولہٗ اہتدیتم فیہ خاصۃً ممایدل علی عدم خطائہم والثانی منہ جواز الاقتداء بہما وھو لا یقتضی عدم خطائہما باوجودے کہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی کتاب سیف المسلول

میں حدیث اصحابی کی نسبت لکھا ہے کہ متنہ مشہورٌ وقد رواہ البیہقیؒ باسانید متنوعۃٍ یرتقی بہا الی درجۃ الحسن دوسری حدیث اس موقع پر ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میں نہیں جانتا کہ زندگی میری کتنی ہے پس اقتدا کرو تم ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۳۶۵ میں فاضل مدراسی مولانا و استاذنا محمد عبدالعلی صاحب آسی نے اس حدیث کی پوری تخریج اسناد لکھدی" اور توثیق روایت کر دی۔

دہم حضرت ابوبکر صدیق حضرت فاطمہ زہرا کے ساتھ اور حضرت عمر حضرت علی کے ساتھ معاذ اللہ عداوت اور کینہ رکھتے تھے چنانچہ صفحہ ۶۹ کتاب اعتصام السنہ مذکور میں مسطور ہے۔

یازدہم چاروں اماموں کے مقلد اور چاروں طریقوں کے متبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ وغیرہ سب لوگ مشرک و کافر ہیں چنانچہ اسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۷ و ۸ میں لکھا ہے اور مولوی محمد یٰسین نے رسالہ اشعار الحق جواب رسالہ تنویر الحق میں سب مقلدوں کو اخوان یزید اور رافضی پلید اور شیطان و کافر لکھا ہے اور اسی طرح مولوی محی الدین نومسلم کتب فروش لاہوری نے بھی کتاب ظفر المبین مطبوعہ لاہور مورخہ ۷ رمضان ۱۲۹۷ھ ہجری کے صفحہ ۱۸۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ میں تقلید کو شرک اور حرام اور مقلدین حنفیہ کو مشرک اور کافر لکھا ہے اور چاروں اماموں کے مصلوں کو ضلالت اور بدعت قرار دیا ہے جس کا جی چاہے دیکھے نعوذ باللہ منہا اسی طرح نواب صدیق حسن خاں نے فقہ کو جعلسازی و مکاری اور فقہا و مقلدین

کو مشرک و بدعتی و دغاباز لکھا ہے چنانچہ صفحہ ۳۵ و ۳۶ ترجمان وہابیہ مطبوعہ مفید عام آگرہ میں یہ عبارت موجود ہے کہ سرچشمہ سارے جھوٹے حیلوں اور مکروں کا اور کان تمام فریبوں اور دغابازیوں کی علم فقہ و رائے ہے اور رہا جال ان سب خرابیوں کا فقہا اور مقلدین کی بول چال ہے اور ساری خرابی ڈالی ہوئی ان ملاؤں کی ہے جو دام تقلید میں گرفتار ہیں اور نشۂ شرک و بدعت میں سرشار اور تمام عالم کا فساد اور ساری خرابیوں کی بنیاد گروہ مقلدین سے ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۹۲ میں لکھا ہے کہ کثرت نوافل نماز و وظائف اور صدقات طعام وغیرہ واسطے ثواب رسانی اموات کے موافق طریقۂ ہنود کے ہے انتہی اور نیز نواب صاحب نے نصب الذریعہ الی تعدید علوم الشریعہ مطبوع مفید عام آگرہ ۱۳۰۴ھ کے صفحہ ۸۸ میں لکھا ہے کہ علم شرعی عبارت ہے تفسیر و حدیث و فقہ سنت و فرائض سے رہی فقہ مصطلح سو یہ علوم دنیا سے ہے نہ علوم آخرت سے انتہی بلفظہ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ فقہ اور فقہا سے اس شخص کو کس قدر تعصب ہے کہ فقہ مصطلح کو (کہ عبارت ہے حرام و حلال کے مسائل کو کتاب و سنت و اجماع و قیاس سے استنباط کرنا اور کتب فقہ سے بلحاظ مالہ و ما علیہ کے فتویٰ دینا) علوم دنیاوی سے شمار کیا۔

تنبیہ مقام عبرت ہے اور اتنی بڑی جرأت ہے کہ جب انھوں نے علمائے مقلدین اور اولیائے کاملین کو بے دھڑک مشرک اور کافر لکھدیا تو اب ان کے کفر و الحاد میں کیا شک باقی رہ گیا افسوس صد افسوس ان ناعاقبت اندیشوں اور بے خبروں کو اتنی بھی خبر نہیں کہ ہماری اس بیہودہ تقریر اور ناشائستہ تحریر سے خود ہمارے امام المحدثین

اور مقتدائے عالمین حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الباری بھی معاذ اللہ کافر و مشرک ہوتے جاتے ہیں بدین وجہ کہ وہ بھی مقلد ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ کے اور داخل ہیں زمرۂ مقلدین شافعیہ میں جیسا کہ زبدۃ المحدثین عمدۃ المفسرین عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف میں لکھا ہے ومن ھٰذا القبیل محمد بن اسمٰعیل البخاری فانہٗ معدود فی طبقات الشّافعیّۃ ومن ذکرہٗ فی طبقات الشّافعیّۃ الشّیخ تاج الدین السبکیؒ وقال انّہ تفقّہ بالحمیدیؒ والحمیدی تفقّہ بالشّافعی واستدلّ شیخنا العلامۃ علیٰ ادخال البخاریؒ فی الشّافعیّۃ بذکرہٖ فی طبقاتھم وکلام النّووی الّذی ذکرناہٗ شاھد لہٗ انتھٰی یعنی جس طرح ابو جعفر بن جریر طبری شافعی المذہب ہیں اسی طرح امام محمد بن اسمٰعیل بخاری بھی مقلدین شافعیہ میں شمار کئے گئے ہیں اور جس شخص نے ان کو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے وہ امام تاج الدین سبکی ہیں اور انھوں نے فرمایا کہ امام بخاری نے علم فقہ سیکھا ہے امام حمیدی سے اور حمیدی نے امام شافعی سے اور دلیل لائے ہیں ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر شافعیہ میں ساتھ مذکور ہونے ان کے طبقات شافعیہ میں اور کلام امام نووی کا جو ذکر کیا ہم نے اس کو گواہی دے رہا ہے اس بات کی کہ امام بخاری شافعی المذہب ہیں انتہی پس جب ایسے بڑے امام المحدثین نے بدون تقلید کے دین میں چارہ نہ دیکھا ناچار مذہب شافعی اختیار کیا تو اب ان لامذہبوں کو بتقلید امام بخاری علیہ الرحمہ کے ضرور چاہئے کہ کسی مذہب کو اختیار کریں اور اپنی لامذہبی پر ہزاروں بار

نفریں اور پھٹکار کریں۔

دوازدہم[12] جو شخص ایمان باللہ والیوم الآخر و تصدیق بما جاء بہ النبی رکھے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اس شخص کو غیر مقلدین مسلمان متقی اور مصداق اس آیت کا جانتے ہیں اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ چنانچہ یہ مضمون رسالہ ثبوت الحق الحقیق تصنیف مولوی نذیر حسین مطبوعہ چشمۂ فیض دہلی محلہ پیپل مہادیو کے صفحۂ اول میں مندرج ہے حال آنکہ صرف موصوف بالایمان ہونے اور تصدیق بما جاء بہ النبی کرنے سے مسلمان متقی کذائی نہیں ہو سکتا ورنہ باوجود مرتکب ہونے محرمات قطعیہ کے اور تارک ہونے واجبات حتمیہ کے متقی اور مصداق ہونا اس آیت کا لازم آتا ہے اور یہ بالاتفاق تمام علمائے اہلسنت کے نزدیک باطل ہے بلکہ متقی کذائی ہونے میں اتصاف بالحسنات اور احتراز عن السیآت بھی ضرور ہے اور مصداق آیۂ مذکورہ کے وہی لوگ ہیں جو باوجود موصوف بالایمان ہونے کے موصوف بالفضائل العملیہ بھی ہوں جیسے بذل اموال و ایتای زکوٰۃ و اقامت صلوٰۃ و ادائے صوم و حج و ایفای عہود و مواثیق و صبر و استقلال بوقت مصیبت و ملال غرضیکہ جملہ ضروریات دین اور مستحبات اسلام پر بھی عمل ہو۔

سیزدہم[13] اسی کتاب ثبوت الحق الحقیق کے صفحہ ۳ و ۴ و ۷ میں مولوی نذیر حسین نے تقلید کو بدعت مذمومہ اور مخالف طریق اسلام قرار دیا ہے اور ائمۂ مجتہدین کو مثل احبار و رہبان یعنی علمائے یہود و نصاریٰ کے بنایا ہے اور حضرات مقلدین کو مصداق ان آیات کا ٹھہرایا ہے اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَھُمۡ وَرُھۡبَانَھُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ط وَاِذَا قِیۡلَ لَھُمُ

اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلۡفَیۡنَا عَلَیۡہِ اٰبَآءَنَا حال آنکہ یہ آیتیں یہود و نصاریٰ و کفار مشرکین کی شان میں وارد ہیں افسوس کہ مصداق اس کے مومنین و مجتہدین اسلام ٹھہرائے جائیں اس سے بڑھ کر تعصب اور گمراہی کیا ہوگی ؎

از بروں طعنہ زنی بر بایزید
وز درونت ننگ می دارد یزید

خیال کرنا چاہیے کہ تفسیر آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے جو تحریم ما احل اللہ اور تحلیل ما حرم اللہ میں اپنے احبار و رہبان کا اتباع کیا تو کافر و مشرک ہو گئے ہم پوچھتے ہیں کہ وہ تحلیل اور تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی تھی یا ایسے محرمات و مباحات کی کہ جن کی حرمت و اباحت میں اختلاف اور ضروریات اجتہادگی ہے پس در صورت اول مولوی صاحب کو ائمۂ اربعہ رضی اللہ عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہیے حتیٰ کہ ان کے مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل و تحریم میں مشرک و کافر قرار دیئے جائیں اور بدون اثبات اس امر کے مقلدین ائمہ کو مشرک قرار دینا قیاس ناروا اور اجتہاد بیجا ہے اور در صورت ثانی معاذاللہ صحابۂ کرام کا مشرک و کافر ہونا لازم آتا ہے کیونکہ انھوں نے لفظ انت طالق ثلاثا سے طلقات ثلاثہ واقع ہونے میں حضرت عمر کا اتباع کیا ہے یا کافر ہونا خود بدولت اور ان کے اکابر کا مثل قاضی شوکانی و ابن القیم وغیرہم کے لازم آتا ہے اس واسطے کہ انھوں نے لفظ مذکور سے طلقات ثلاثہ نہ واقع ہونے میں ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن حزم کی تقلید کی ہے پس شق اول تو بدیہی البطلان

ہے کہ صحابہ سے تحریم ما احل اللہ ہرگز نہیں ہو سکتی اور شق ثانی بزعم مولوی صاحب کے متعین ہو گئی اب اس کا کیا جواب ہے کیوں ایسی بات کیجئے کہ اُلٹا الزام اس کا اپنے اوپر لیجئے۔

چہاردہم[۱۴] رسالہ الاحتوا علی مسالۃ الاستوا تصنیف نواب صدیق حسن خاں امیر بھوپال مطبوعہ گلشن اودھ لکھنؤ میں لکھا ہے کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے اور عرش اس کا مکان ہے اور دونوں قدم اپنے کرسی پر رکھے ہیں اور کرسی اس کے قدم رکھنے کی جگہ ہے اور ذات خدا کی جہت فوق اور طرفِ علو میں ہے اور اس کو فوقیت جہت کی ہے نہ فوقیت رتبے کی اور وہ عرش پر رہتا ہے اور اترتا ہے ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے اور اس کے لئے داہنا بایاں ہاتھ اور قدم اور ہتھیلی اور انگلیاں اور دو آنکھیں اور منہ اور پنڈلی وغیرہ سب چیزیں بلا کیف ثابت ہیں اور جو آیتیں اس بارے میں ہیں سب محکمات ہیں آیات متشابہات نہیں اور ان آیات واحادیث میں تاویل نہ کرنا چاہئے سب آیتیں اور حدیثیں اپنے ظاہر معنی پر محمول ہوں گی اور اسی ظاہر معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہئے انتہی۔

حال آنکہ یہ مذہب فرقہ مجسمہ ومشبہہ وجہلہ حنابلہ کا ہے اور مخالف ہے اہل توحید وارباب تنزیہ سنت جماعت کے چنانچہ اس رسالے کے رد میں رسالہ استیلا علی الاحتوا مطبع مصطفائی لاہور میں چھپ چکا ہے اور دوسرا رسالہ بھی اس کے جواب میں موسوم بہ ضور الایمان فی تنزیہ الرحمن مطبع رحیمی لودھیانہ میں مطبوع ہوا ہے ان دونوں رسالوں میں مذہب اہل حق کو خوب تفصیل سے لکھا ہے اور نواب صاحب کے عقائد کا رد

بخوبی کیا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے صفات وارادۃ فی الشرع پر ہرگز ایمان نہیں لائے ہیں بلکہ ظواہر معنی متشابہات پر اپنی رائے اور تاویل اور تفسیر کے موافق ایمان لاتے ہیں اور اس سے مصداق زائغین اور مُفَتِّن فی الدین کے بن گئے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ یعنی جن لوگوں کے دلوں میں کجی اور گمراہی ہے سو وہ پیروی کرتے ہیں ظواہر معنی آیات متشابہ کی بغرض فتنہ انگیزی اور واسطے چاہنے اس کی حقیقت کے حال آنکہ حقیقت اس کی اللہ ہی جانتا ہے۔

پس اس بارے میں مذہب اہل سنت وجماعت کا یہی ہے کہ آیات واحادیث صفات باری تعالیٰ باعتبار الفاظ اور کلمات کے محکم ہیں یعنی صاف اور واضح الدلالۃ ہیں اور باعتبار مفاہیم اور معانی کے متشابہ ہیں یعنی ان کے کئی کئی معنی ہیں اور اجمالاً اس کے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا کافی اور بلا ضرورت اس کی تفسیر اور تاویل نہ کریں اور حق تعالیٰ کو ان صفتوں کے حقائق سے پاک اور منزہ جانیں اور اس کے مرادی معنوں کو علم الٰہی کے سپرد کر دیں اور اس کی کیفیت سے ساکت اور خاموش رہیں اور اس کے کسی معنی کو معین نہ کریں مثلاً یہ نہ کہیں کہ استوا بمعنی استقرار یا جلوس کے ہے یا ید بمعنی قدرت یا جارحہ کے ہے یا وجہ بمعنی ذات یا منہ کے ہے بلکہ اتنا کہنا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اور صاحب ید اور صاحب وجہ ہے کیونکہ ظاہر معنی متشابہات کے لینے سے اللہ تعالیٰ کے واسطے جسم اور صورت اور جہت تحتانی وفوقانی اور مکان وزمان وجوارح ودیگر لوازم جسمیت من صفات الحوادث والممکنات ثابت ہوتے ہیں

حال آنکہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے اور ان چیزوں سے منزہ اور پاک ہے اور اس کا نہ منہ ہے اور نہ ہاتھ ہے اور نہ وہ چڑھتا ہے اور نہ اُترتا ہے اگرچہ بے کیف سہی فَافْهَمْ وَخُذْ هٰذا مِنْ عقائد الفقهاء والمحدّثين ولاتكن من الظواهرية والغير المقلدين۔

پانزدہم بیس رکعت تراویح کو بدعت اور ضلالت جانتے ہیں اور اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صریح خاطی اور مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھہراتے ہیں چنانچہ نواب صدیق حسن خاں امیر بھوپال نے کتاب الانتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ میں حضرت عمر کو نہایت بے باکی سے صاف خاطی اور بدعت ضلالہ کا مخترع لکھا ہے چنانچہ عبارت اس کی یہ ہے واما قوله نعم البدعة هٰذه فليس فى البدعة مايمدح بل كلّ بدعة ضلالة وليس المراد بسنّة الخلفاء الراشدين الاّ طريقتهم الموافقة بطريقته من جهاد الاعداء وتقوية شعائر الدّين ونحوها ومعلومٌ من قواعد الشّريعة انهٗ ليس لخليفة راشد ان يشرع طريقة غير ماكان عليه النّبيّ ثم ان عمر نفسه الخليفة الراشد سمّٰى ما راٰه من تجميع صلاته ليل رمضان بدعة ولم يقل انّها سنّةٌ۔ اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ نواب بھوپال نے جماعت تراویح کو مخالف حکم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمجھ کر اس پر اطلاق سنت کا ناجائز خیال کیا ہے حال آنکہ قول و فعل صحابۂ کرام بھی سنت ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علیکم بسنّتی وسنّة الخلفاء الرّاشدین من بعدی اور سوائے اس کے اس بیس رکعت تراویح کو بدعت عمری

کہنا رافضیوں کا قول ہے کما ذکرہ السیوطی فی جوامعہ اور آٹھ رکعت تراویح کو سنت کے بہانے سے راحت نفس کی سمجھ کر پڑھنا اور بیس رکعت کو بدعت عمری کہہ کے مشقت کے سبب سے چھوڑ دینا تو صریح اس میں تقلید خواہش نفسانی ہے نہ اتباع سنت رسول رحمانی بلکہ آنحضرت کی سنت فعلی کو بنظر تخفیف محنت کے لینا ہے اور سنت قولی کو تو باعث مشقت کے چھوڑ دینا ہے۔

سبحان اللہ دعویٰ یہ کہ ہم پوری سنت پر عمل کرتے ہیں اور عمل یہ کہ آدھی سنت پر چلتے ہیں اور وہ آدھی بھی پوری نہیں اس واسطے کہ آنحضرت نے نماز تراویح ایک مرتبہ تہائی شب تک پڑھی اور دوسری مرتبہ نصف شب تک پڑھی اور تیسری مرتبہ یہاں تک پڑھی کہ صبح کا وقت قریب ہو گیا تھا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے پس غیر مقلدین اس طرح طول قیام کے ساتھ کہاں پڑھتے ہیں تاکہ پوری پوری سنت قولی کی تعمیل ہو اور اس پر طرہ یہ کہ جو تمام امت محمدیہ شرق سے غرب تک بیس رکعت تراویح کی پڑھتے ہیں اور سنت قولی و فعلی دونوں پر عمل کرتے ہیں (یعنی بیس رکعت تو موافق سنت قولی کے ادا کرتے ہیں اور آٹھ رکعتیں سنت فعلی کی تو بیس کے اندر آ گئیں) بدعتی اور تارک سنت نبوی ہو جائیں اور خود جو نیم سنت پر چلتے ہیں عامل بالسنہ کہلائیں۔

یہ بھی عجیب دھوکے کی بات ہے جو پیروے سنت کہلاتے ہیں وہ راہ سنت پر نہیں آتے ہیں اور جو سنت کو بجا لاتے ہیں وہ بدعتی کا خطاب پاتے ہیں کیا اندھیر ہے اور کیسا اُلٹ پھیر ہے کہ غیر مقلد نے صرف آٹھ رکعت پڑھ کے فراغت پائی تخفیف عبادت کی راحت اٹھائی اور مقلد

نے ہر چند کہ بیس رکعت ادا کرنے میں بار مشقت اٹھایا لیکن ہر دوست
کے میدان تکمیل پیروی سے قدم نہ ہٹایا ؎

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

شانزدہم[16] کتاب منہج المومنین مطبوعہ مطبع محمدی لاہور تصنیف قاضی محمد حسین ساکن اچرا ضلع مالوان کے صفحہ ۹۷ تا ۱۰۴ میں لکھا ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنے والا کافر اور مشرک ہے کہ اس نے یہ تینوں شرک کئے ۱۔ اشراک فی العلم اور ۲۔ اشراک فی التصرف اور ۳۔ اشراک فی العبادۃ اور اسی طرح سے یا رسول اللہ کہنے والا بھی کافر اور مشرک ہے حالانکہ یہ کہنا بالکل تعصب اور نفسانیت سے بھرا ہے اور خود معترض علم معرفت سے بے بہرہ ہے۔

ہفدہم[17] اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۹ میں لکھا ہے جو کوئی اذان میں وقت سننے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے انگوٹھوں کو چوم کے آنکھوں پر رکھے وہ بدعتی ہے اور جس قدر اس بارے میں حدیثیں ہیں وہ سب موضوع اور بناوٹی ہیں اور عمل کرنا ان پر موجب ضلالت ہے حالانکہ یہ کہنا بھی بالکل حماقت اور جہالت ہے۔

ہیجدہم[18] اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۶ سے تا ۱۲۸ میں مرقوم ہے کہ آنحضرت کا عالم برزخ میں احوال اور اعمال امت پر واقف ہونا بدیہی البطلان ہے اور اعتقاد اس پر موجب شرک جلی اور مستلزم اثبات

علم غیب ہے کہ یہ خاصہ علام الغیوب کا ہے اور جو بواسطۂ ملائکہ کے احوال امت پر آپ مطلع کئے جاتے ہیں سو یہ بھی غیر متیقن غیر مثبت ہے اور قابل اعتبار کے نہیں ہے کہ سوائے ارباب سیر کے کسی نے معتبرین اہل حدیث سے اس کو نقل نہیں کیا بلکہ حدیثیں اس کے خلاف پر وارد ہیں ——— حالانکہ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ قبر شریف میں آنحضرت پر احوال و اعمال امت پیش کئے جاتے ہیں جن لوگوں کے اعمال صالحہ ہوتے ہیں تو آپ خوش ہوتے ہیں اور جن کے اعمال بد ہوتے ہیں تو آپ ان کے حق میں دعا و استغفار فرماتے ہیں۔

نوزدہم[19] اسی کتاب میں صفحہ ۱۳۱ سے تا ۱۳۳ لکھا ہے کہ میت کو ادراک اور سماع ثابت نہیں ہے ارواح مفارقہ کو تعلق اور حیات صرف بقدر ما یتألم و یتلذذ بہ حاصل ہے اور جو حدیثیں کہ شرح الصدور میں دربارۂ اثبات سماع موتیٰ کے وارد ہیں وہ قابل تمسک نہیں کہ اکثر حدیثیں اس میں رسائل جلال الدین سیوطی کی طبقۂ رابعہ سے لکھی ہیں اور احادیث طبقۂ رابعہ اس قابل نہیں ہیں کہ کسی عقیدے یا عمل کے اثبات میں قابل سند و تمسک ہوں ——— حالانکہ عقیدۂ اہل سنت اس میں یہ ہے کہ ادراک اور سماع اموات کو حاصل ہے اور یہ بات قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

بستم اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۴ میں مرقوم ہے کہ ارواح انبیائے کرام و اولیائے عظام سے خلق اللہ کو کسی طرح کا فیض نہیں ہے اور افعال اختیاریہ و غیر اختیاریہ میں استفاضہ ان سے شرعاً و عقلاً ناجائز بلکہ بدیہی البطلان ہے ورنہ بعثت انبیا کی مرۃً بعد اخریٰ بیکار اور بیفائدہ

ہوجاتی ہے اور ایک ہی وجود شریف حضرت آدم علیہ السلام کا قیامت تک کافی ہوجاتا اور وہ آثار افادہ واستفادہ وتعلیم وتعلم کے جو آنحضرت سے بعد انتقال کے زمانۂ صحابہ میں پائے گئے وہ سب بے اصل معلوم ہوتے ہیں ورنہ اگر قبر شریف سے تعلیم وافادہ ہوتا تو آپ کے تعیین کفن و کیفیت دفن وغسل ودیگر مسائل عبادات ومعاملات میں فیما بین صحابہ اختلاف نہ پڑتا اور نوبت محاربات ومنازعات ومشاجرات صحابہ کی نہ آتی اور اسی طرح اختلاف تابعین وتبع تابعین وائمۂ مجتہدین ومفسرین ومحدثین کا ہرگز نہ رہتا بلکہ کارخانۂ قیاس واجتہاد واستنباطات مسائل و تتبع روایات احادیث وفقہ کا درہم برہم ہوجاتا انتہی ——— خدا بچائے ایسی سوء عقیدت اور بدگمانی سے کہ صریح اس سے معجزات انبیا اور کرامات اولیا کا انکار پایا جاتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بست ویکم[۲۱] اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵ میں مرقوم ہے کہ استمداد اہل قبور سے بایں طور کرنا کہ یا حضرت واسطے حصول مطالب کے دعا فرمائیے یہ خلاف شرع بلکہ موجب شرک ہے کہ یا حضرت کہنا سماع کو چاہتا ہے اور ادراک وسماع اہل قبور سے بالکل منتفی ہے اور نیز واسطے دعای اہل قبور کے کوئی اثر مترتب نہیں ہے پس دعا کرانا ان سے لغو ہے انتہی ——— پس یہ عقیدہ بھی خلاف اہل سنت کے ہے۔

بست ودوم[۲۲] اور اسی صفحہ ۱۳۵ میں لکھا ہے کہ سفر کرنا بقصد تحصیل برکت کے امکنۂ ثلاثہ یعنی مسجد نبوی ومسجد حرام ومسجد بیت المقدس کی طرف بحکم حدیث لاتشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد الخ منصوص ہے اور بجز ان مقامات کے اور کسی قبر نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے

جانا ناجائز ہے کہ خود حدیث صحاح کی موجود ہے کہ فرمایا آنحضرت نے لاَ تتخذوا قبری وثنًا اور دعا مانگی آپ نے اللّٰھم لاتجعل قبری وثنا یعنی اے اللہ نہ بنا میری قبر کو بت کہ لوگ اس کی پرستش کریں اور یہاں سے معلوم ہوا کہ وثن صنم سے عام ہے کہ صورت وغیر صورت دونوں پر بولا جاتا ہے اور بھی یہ بات دریافت ہوئی کہ قبر بھی بر تقدیر پرستش کے داخل اوثان ہے اور مصنف ابوبکر بن شیبہ میں مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت کی قبر شریف کے پاس کھڑا ہو کے کچھ عرض حال کر رہا تھا پس زین العابدین علی بن حسین نے اس کو منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے لاتتخذوا قبری وثنًا پس یہاں سے یہ بات نکل آئی کہ جس طرح بت پرست بتوں کے آگے عرض حال کرتے ہیں اس طرح کسی قبر کے آگے نہ کیا جائے ورنہ وہ قبر حد اوثان میں داخل ہوجائے گی اور اجتناب اس سے واجب ہوگا اسی واسطے خواجہ بہاء الدین نقشبند نے فرمایا ؎

تو تا کے گور مرداں را پرستی
بگرد کار مرداں کن درستی

انتہت خلاصۃ ما فی منبی المؤمنین بل ھذا مہلکۃ من الاضلال لعوام المقلدین۔

اب ان غیر مقلدوں کا کیا کہنا کہ جس طرح محمد بن عبد الوہاب نجدی نے آنحضرت کے مزار شریف کو اسی کج فہمی کے سبب صنم اکبر قرار دے کر انہدام کا حکم لگا دیا تھا یہ بھی ویسا ہی کیا چاہتے ہیں اور یہ خبر نہیں کہ خود حق تعالیٰ مانعین زیارت نبوی پر لعنت فرماتا ہے اس واسطے کہ جب یہ حدیث صحیح دربارۂ وعید غیر مجوزین زیارت نبوی کے وارد ہوگئی من حج ولم

یزر قبری فقد جفانی یعنی جس نے حج کیا اور نہ زیارت کی میری قبر کی سو اس نے بے شک مجھ پر ظلم کیا جب اللہ مطلق ظالموں کے حق میں ارشاد فرماتا ہے کہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ پس جو لوگ کہ آنحضرت پر ظلم کرنا جائز رکھیں گے وہ تو اللہ کے نزدیک بہت بڑے پکے ملعون ہوں گے۔

بست و سوم[۲۳] ختم پنج آیت و سوم میت و مصافحہ جمعہ و معانقہ عیدین و مجلس میلاد خیر العباد و عمل اسقاط میت وغیرہ یہ سب امور بدعت اور ضلالت ہیں چنانچہ یہ مضمون کتاب تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالہام تصنیف ابو عبداللہ قصوری عرف غلام علی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر مورخہ سنہ ۱۲۹۸ھ کے صفحہ ۱۵ میں مرقوم ہے۔

بست و چہارم[۲۴] اسی کتاب کے صفحہ ۲۰ و ۲۱ میں لکھا ہے کہ تاثیر اوراد و اعمال سلب امراض و افاضۂ توبۂ عاصی و تصرف خیال و آگاہی نسبت اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقائع آیندہ و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف قبور و کشف ارواح و تعویذات و طریق دفع بلیات وغیرہ من اعمال المشائخ الصوفیۃ سب شرک اور بدعت ہیں اور خلاف حدیث و سنت ـــــ اور صفحہ ۲۸ میں بعد انکار و رد بیعت صوفیہ کے لکھا ہے کہ بہت بڑا استدلال اس بیعت کے حرام ہونے پر یہ ہے کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی سے دین اسلام میں اس قدر فتور اور فسادات پڑے ہیں کہ جن کا شمار امکان سے باہر ہے شرک فی الالوہیت و شرک فی الربوبیت و شرک فی الدعاء جس قدر اقسام شرک کے ہیں سب اسی سے پیدا ہوئے ہیں ـــــ اور صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے کہ سچ پوچھو تو یہی بیعت مروجہ باعث ہوتی ہے کلمات کفریہ و اعتقادات حلولیہ کی جس کو

فنا فی اللہ اور فنا فی الشیخ سے تاویل کرتے ہیں انتہی ـــــ مقام حیرت اور جای عبرت ہے کہ اس شخص نے بتقلید نفس پلید بلکہ باتباع خبث یزید کے حضرات صوفیۂ کرام کی شان میں کیسی کیسی صریح بے ادبیاں کی ہیں کہ گویا گالیاں دی ہیں منتقم حقیقی اس کا بدلہ لے یا اس کو توفیق ہدایت دے۔

بست و پنجم[۲۵] اسی کتاب کے صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے کہ درود مستغاث اور دلائل الخیرات و کبریت احمر و درود اکبر وغیرہ کتب درود سب بے اصل اور محض اختراعی ہیں بلکہ یہ درود ہی نہیں انتہی ـــــ خدا بچائے ایسے خیالات واہیہ اور مقالات بیہودہ سے کہ بالکل خباثت اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صاف عداوت معلوم ہوتی ہے۔

بست و ششم[۲۶] اسی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ میں فرط محبت عقلی کو آنحضرت کے ساتھ شرک لکھا ہے اور آپ کے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے کو مشرک کہا ہے نعوذ باللہ منہا اور اسی بنا پر صفحہ ۴۳ میں حضرت مولانا نظام الدین گنجوی کو مشرک لکھ دیا ہے کہ انھوں نے بہ سبب فرط محبت کے سکندر نامہ میں یہ بیت نعتیہ لکھی ہے ؎

چہ گویم کہ عیسیٰ بموکب رواں
بہار دنبش خضر و موسیٰ دواں

اور لکھا ہے کہ اس فرط مدح میں دوسرے پیغمبروں کی تحقیر اور توہین ہوئی جاتی ہے ـــــ حال آنکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو ایسے سید المرسلین خاتم النبیین کی سواری معراج کے ساتھ ساتھ جلو میں ہونا پیغمبروں کا موجب کمال تعظیم اہل موکب ہے اور نہایت عزت و

تکریم ہمراہیان کا سبب ہے اور احادیث سے ثابت ہے شب معراج میں آپ بمقام بیت المقدس سب پیغمبروں کے پیشوا اور امام ہوئے اور سبھوں نے آپ کے پیچھے اقتدا کی اور نماز پڑھی اسی طرح سے آسمانوں میں بھی پیغمبروں نے بتعظیم تمام آپ کا استقبال کر کے ملاقات کی اور اپنی اپنی حد اختیار تک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے ساتھ رہے اس میں تو کوئی توہین پیغمبروں کی نہیں نکلتی ہاں البتہ بزرگی اور سرداری آپ کی سب پیغمبروں پر ظاہر ہوتی ہے اس میں کیا قباحت کہ خود حق تعالیٰ نے آپ کو سارے پیغمبروں کا سردار اور بادشاہ بنا کے بھیجا اور سب اہل اسلام کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ آپ افضل الانبیا اور سید المرسلین ہیں۔

پس ایک خارج کی معمولی مثال دے کر ہم قصوری صاحب سے پوچھتے ہیں کہ جب دولہا برات میں گھوڑے پر سوار ہو کے جاتا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ براتی بڑے بڑے بزرگ مثل باپ اور دادا اور نانا اور چچا اور استاد اور پیر وغیرہ کے پیادہ پا چلتے ہوں تو کیا اس دولہا کے یہ سب بزرگ خدمت گار اور سئیس کہلائیں گے اور کیا دولہا کے ہم رکاب ہونے سے ان بزرگوں کی تحقیر اور توہین لازم آئے گی حاشا وکلا ہرگز نہیں پس اس شعر کے سبب حضرت نظامی کو مشرک کہنا قصوری صاحب کی عقل کا قصور ہے اور دماغ میں ان کے بالکل فتور ہے۔

بست و ہفتم[۲۷] اسی کتاب کے صفحہ ۴۵ سے صفحہ ۴۹ تک لکھا ہے کہ الہام صرف دل کے خیال کو کہتے ہیں خواہ خدا کی طرف سے ہو خواہ شیطان

کی جانب سے خواہ وہ خیر ہو خواہ شر اور الہام ہر ایک کو ہوتا ہے مکھی سے لے کر انسان تک اور کافر سے لے کر مسلمان تک اس میں کسی کی خصوصیت نہیں ہے اس الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا خطا ہے بلکہ ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہے اور الہام کسی کا خاصہ نہیں انتہی کلامہ۔

واہ اب کیا پوچھنا ہے کہ مکھی مچھر اور مشرک و کافر کو بھی الہام ہونے لگا اور ہر مومن خواہ فاسق ہو یا فاجر مورد الہام ہے۔ لاحول ولاقوۃ ایسی سمجھ کے آدمی سے خدا بچائے اور کسی مسلمان کو ان کے دام وسوسۂ شیطانی میں نہ پھنسائے۔

ظاہر ہے کہ وسوسۂ امور شر میں شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور الہام امور خیر میں رحمٰن کی جانب سے ہوتا ہے جیسا کہ علما نے بیان کیا الالہام القاء معنیً فی القلب بطریق الفیض من الخیر لیخرج الوسوسۃ۔

بست و ہشتم[۲۸] اسی کتاب کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ میں لکھا ہے کہ سب افعال اور اقوال آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریعی اور محمود نہیں ہیں اور عصمت مطلقہ آپ کے واسطے ثابت نہیں ہے ورنہ صحابہ آپ کی بعض خطاؤں پر اعتراض نہ کرتے انتہت خلاصۃ کلامہ ــــــ یہاں تو ملا قصوری آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی خوش عقیدہ نہیں ہے اور ان کو پیغمبر معصوم نہیں سمجھتا ہے اور آپ کے بعض قول و فعل کو خلاف شرع اور نامحمود بتاتا ہے اور انھیں کی امت میں ہو کر انھیں پر اعتراض جماتا ہے اور نسبت اس کی صحابہ کی طرف لگاتا ہے۔ معاذ اللہ اگر کوئی بادشاہِ دین ہوتا تو اس گستاخی اور بے ادبی کی ضرور سزا دیتا اور

دائرۂ اسلام سے خارج کر کے بدلا اس کا قرار واقعی لیتا۔

خیر اب ہم ملا قصوری کے اس قصور سراپا فسق و فجور کو منتقم حقیقی کے سپرد کرتے ہیں کہ وہ اپنے حبیب پر افترا اور اعتراض کرنے والوں کو خوب سمجھے گا جو چاہے گا اس کی سزا دے گا ——— حال آنکہ عقیدہ اہل سنت کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ ہے کہ جملہ افعال و اقوال آپ کے محمود اور مشروع ہیں اور مطلق عصمت آپ کو حاصل ہے سب صحابہ آپ کے حکم کے تابع اور فرماں بردار تھے کسی نے آپ پر اعتراض نہیں کیا بلکہ بعض معاملات میں بطریق مشورہ اور بمقتضائے مصلحت وقت کے عرض حال کرتے تھے اور آپ کو ہر کام میں امام مطلق اور پیشوائے برحق سمجھتے تھے اور کسی نے مخالفت اور عدول حکمی آپ کی نہیں کی کہ اس پر یہ آیت واضح الدلالۃ ناطق ہے وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا یعنی نہیں لائق ہے واسطے کسی مومن کے اور نہ مومنہ کے جب کہ مقرر کر دے اللہ اور رسول اس کا کوئی کام یہ کہ ہو واسطے ان کے اختیار اپنے کام سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی سو وہ بالکل گمراہ ہو گیا

بست و نہم [۲۹] اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ میں تضمین اور اقتباس قرآنی کو کفر اور ممنوع لکھا ہے اسی بنا پر شیخ سعدی و حضرت جامی و حافظ ایسے بزرگوں کو جن کی جلالت و منزلت و ثقاہت متفق علیہ زمانہ ہے کافر بنا دیا اور ان پر تکفیر کا فتویٰ لگا دیا صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستاں میں ؎

زینہار از قرین بد زنہار
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ

اور جامی نے زلیخا میں ؎

شد از سبوحیان گردوں صدا دہ کہ سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ

اور حافظ نے اپنے دیوان میں ؎

چشم حافظ زیر بام قصر آں حور سرشت شیوۂ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْأَنْهٰرُ داشت

کو آیات سے تضمین کر کے قرآن کو سیاق سے نکال کر اپنے جنس کلام سے کیوں کر دیا اس واسطے کہ یہ آیتیں جس محل اور مورد پر وارد ہوئی تھیں اس کے خلاف یہاں وارد کیا ہے اس لئے کہ قرین بد کو عذاب نار قرار دیا اور سُبْحَانَ الَّذِيْ الخ کو حق تعالیٰ نے اپنی تعریف میں فرمایا ہے نہ یہ کہ وقت معراج نبوی کے فرشتوں سے اس کے پڑھنے کو کہا ہے اور حافظ نے معشوق کے محل کو جنت اور اپنی آنکھوں کو نہر قرار دیا پس کتنی بڑی تحریف قرآن کی کی ہے۔

حال آنکہ پہلے شعر میں تضمین آیت کی نہیں ہے کیونکہ آیت تو فقط وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہے یا فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہے پس قصوری صاحب کا فہم قرآن میں سراسر قصور ہے اس واسطے کہ یہ پورا مصرعہ سعدی علیہ الرحمہ کی تصنیف دعا سے ٹھیرا اور آیت شریف نہ ہونا اس کا قصوری صاحب کو بالکل یاد نہ رہا سچ تو یہ ہے کہ دروغگورا حافظہ نباشد ورنہ کبھی اس کو آیت قرار دے کر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہ ہو جاتے ——— اور یہ سمجھنا کہ شعر جامی میں آیت سیاق سے نکل گئی صرف منشائے سوء فہمی اور عقل کی کمی ہے کوئی عاقل اس کو نہیں کہے گا کہ یہ آیت اپنے

سیاق سے نکل گئی کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہے کہ جب آنحضرت شب معراج میں آسمان پر پہونچے تو ملائکہ نے آپ کا یہ عروج اور مرتبہ دیکھ کر اس آیت کو جو خاص بیان معراج میں وارد ہے زبان حال سے بطور تسبیح کے ادا کر دیا یا بزبان قال بعینہٖ پڑھ دیا۔ جیسے احادیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوقت افتتاح صلوۃ کے آیت اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ الخ جو خاص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں وارد ہے بعینہٖ پڑھا کرتے تھے اور نیز بخاری شریف میں وارد ہے کہ پہلے آسمان سے اخیر تک فرشتے شب معراج میں مرحبا بہٖ ونعم المجیئ کہتے تھے اور ظاہر ہے کہ یہ کلمہ واسطے اظہار قدر و منزلت حضرت رسالت علیہ الصلوۃ والتحیۃ کے تھا اور جائز ہے کہ یہ خاص تسبیح سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی الخ کی فرشتوں کو لوح محفوظ سے پہونچی ہو کہ اس کے عموم مورد سے بزبان حال یا مقال ہر مخلوق کا تسبیح کرنا ثابت ہے پس خصوصیت تسبیح آیۂ مذکور کی ہرگز سیاق و نظم قرآنی کی خلاف نہیں ہو سکتی کما فی قولہٖ تعالیٰ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ۔

اور علیٰ ہٰذا القیاس شعر حافظ میں بھی جو استعارۂ لطیف عارفانہ و تشبیہ بلیغ شاعرانہ ہے وہ ہرگز منافی سیاق آیت کے نہیں ہے جو شاعر ہے وہ اس کے مضمون باریک سے ماہر ہے اور جو قصوری ہے وہ اس نازک خیال کے فہم سے قاصر ہے اس واسطے کہ لفظ شیوہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ حافظ نے اپنے معشوق کے مکان اور اپنی آنکھوں کی تشبیہ مضمون آیت سے دی ہے نہ یہ کہ الفاظ آیت کا مصداق حقیقی مکان اور

آنکھوں کو بنایا ہو اور کیا عجب کہ مراد معشوق سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوں اور نیز قصوری صاحب علم معنی بیان اور فن بدیع بلاغت سے بالکل کورے ہیں ورنہ حدیث و قرآن کے اقتباس کو کفر نہ جانتے اور مقتبس کو کافر نہ کہتے پس اقتباس کے لغوی معنی تو استفاضۂ نور اور روشنی لینے کے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے نقتبس من نورکم اور اصطلاحی معنیٰ قرآن و حدیث کو بدون اشارت کے اپنی عبارت میں واسطے برکت حاصل کرنے کے لانا اور یہ نظم و نثر میں سلف سے ادبا اور بلغا برابر لاتے ہیں اور فیض اٹھاتے ہیں اس سے کلام مستحسن سمجھا جاتا ہے۔ ھو عند البلغاء ان یتضمن الکلام نثرًا کان او نظمًا شیئًا من القرآن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ و الحدیث لا علیٰ انّہٗ منہ ای علیٰ وجہٍ لایکون فیہ اشعار بانّہٗ مِنَ القرآن او الحدیث وھٰذا احترازٌ عمّا یُقالُ فی اثناءِ الکلام قال اللہ تعالیٰ کذا او قالَ النبیّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کذا او فی الحدیث کذا او نحو ذٰلک وھو ضربان احدھما الم ینقل فیہ المقتبس عن معناہ الاصلیّ فمِنَ المنثور قول الحریریِّ فلم یکن الّا کلمح البصر او ھو اقرب ومن المنظوم قول الآخر۔

ان کنت ازمعت علیٰ ھجرنا	من غیر ماجرمٍ فصبرٌ جمیل
وان تبدّلت بنا غیرنا	فحسبنا اللہ و نعم الوکیل

والثانی مَا نقل فیہ المقتبسُ عَن معناہ الاصلیّ کقول ابن الرّومیّ ؎

لئن اخطأت فی مدحك ما اخطأتَ فی منعی	لقد انزلت حاجاتی بوادٍ غیر ذی زرعٍ

اراد بقولہ بواد غیر ذی زرع جنابًا لاخیر فیہ ولا نفع واریـد

فی القرآن بذالک مکۃ اذ لاماء فیہا ولانبات ولا بأس فی اللفظ المقتبس ان یقع تغییر یسیر للوزن کما فی شعر الحافظ المذکور وقع جنات بلا تنوین فلم یتعرض للاقتباس احد من المتقدمین والمتاخرین مع شیوعہ فی اعصارہم واستعمال الشعراء لہ قدیما وحدیثا وقد تعرض لہ بعض فسئل عنہ الشیخ عزالدین بن عبدالسلام فاجازہ واستدل بما ورد عنہ صلی اللہ علیہ وسلم من قولہ فی الصلوٰۃ وغیرہا وجہت وجھی الخ وقولہ اللہم فالق الاصباح وجاعل اللیل سکنا والشمس والقمر حسبانا اقض عنی دینی واغننی من الفقر وھذا کلہ انما یدل علی جوازہ فی مقام المواعظ والثناء والدعاء وفی شرح البدیعیۃ لابن حجۃ الاقتباس ثلثۃ اقسام مقبول[1] وھو ما کان فی الخطب والمواعظ والعہود ومباح[2] وھو ما کان فی الغزل والرسائل والقصص ومردود[3] وھو علی ضربین احدہما مانسبہ اللہ تعالیٰ الی نفسہ ممن ینقلہ الی نفسہ نعوذ باللہ منہ والثانی تضمین آیۃ فی معنی ھزل۔

اور پھران کے اعمال دیکھئے

اول[1] یہ کہ پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ رنگ اور بو اور مزہ اس کا نہ بدلے اور پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا چنانچہ یہ مضمون طریقۂ محمدیہ ترجمۂ دررِ بہیہ مصنفۂ قاضی شوکانی مطبوعۂ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۷،۶ میں نواب صدیق حسن خاں امیر بھوپال نے لکھ دیا ہے اور یہ وہ کتاب ہے کہ جس پر خود مولوی نذیر حسین نے اپنی مہر لگا کر لکھا ہے کہ اس پر موحدین بے دھڑک عمل کریں اور نہ

دیباچے میں خود نواب مترجم لکھتے ہیں کہ متبع سنت اس پر آنکھ بند کر کے عمل کرے اور اپنی اولاد اور بی بیوں کو پڑھائے ـــــــ اور یہی مضمون کتاب فتح المغیث بفقہ الحدیث مطبوعۂ مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ ۵ میں بھی مندرج ہے یہ وہی کتاب طریقۂ محمدیہ ہے کہ جس کا نام بدل کے نواب بھوپال نے دوبارہ اور سہ بارہ بھوپال اور لاہور میں چھپوا دیا غرض مطلب اس کا یہ ہوا کہ کسی کنویں میں سور یا کتا یا بلی ڈوب مرے کہ جس سے پانی کے اوصاف ثلاثہ میں تغیر نہ آیا ہو یا ایک لوٹے یا ایک پیالے پانی میں یا ایک گھڑے میں اس قدر گو یا موت یا شراب یا کوئی نجس شئے پڑ جائے جس سے اس کا رنگ اور بو اور مزہ نہ بدلنے پائے یا اس میں کتا یا سور منھ ڈالے تو وہ پانی پاک اور پاک کرنے والا ہے اس سے وضو نماز درست ہے اور پینا اس کا جائز اگرچہ یہ مخالف ہے نص صریح کے اور منافی ہے اس حدیث صحیح کے اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات یعنی جب کتا کسی برتن میں منھ ڈالے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہئے۔ مگر غیر مقلدین ظاہریہ شاید اس کا یہ جواب دیں کہ یہاں حدیث میں صرف کتے کے منھ ڈالنے سے برتن دھونے کا حکم آیا ہے نہ پانی ناپاک ہونے کا اور نہ ذکر ہے کتے کے پینے کا جیسا کہ داؤد ظاہری نے فرمایا کہ بموجب اس حدیث کے لایبولن احدکم فی الماء الراکد پانی میں پیشاب کرنا درست نہیں ہے مگر پائخانہ پھرنا جائز ہے کیونکہ حدیث میں اس کی ممانعت نہیں آئی۔

دوم[2] گو اور موت آدمی کا اور لعاب اور لینڈ کتے کا اور خون حیض اور نفاس کا اور گوشت سور کا یہ سات چیزیں نجس اور پلید ہیں اور سوائے

ان کے بول پسر شیر خوار کا اور پیشاب اور گو سور کا اور بول کتے کا اور گدھے اور گھوڑے اور خچر اور بندر اور ریچھ اور بھیڑیئے اور بلی اور شیر وغیرہ حیوانات کا بول و براز اور چربی و خون و منی و شراب یہ سب چیزیں پاک ہیں ——— چنانچہ اسی کتاب طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۷ میں اور فتح المغیث کے صفحہ ۵ میں یہ عبارت بجنسہ لکھی ہے کہ نجاست گو اور موت ہے آدمی کا مطلق مگر موت لڑکے شیر خوار کا اور لعاب ہے کتے کا اور لینڈ بھی اور خون ہے حیض و نفاس کا اور گوشت ہے سور کا اور جو اس کے سوا ہے اس میں خلاف ہے اور اصل اشیا میں پاکی ہے اور نہیں جاتی جاتی پاکی مگر نقل صحیح سے کہ جس کے معارض کوئی نقل دوسری نہ ہو انتہی۔

پس جب ان سات چیزوں میں نجاست و پلیدی کا حصر ہو گیا تو دیگر اشیائے مذکورہ کے پاک ہونے میں کیا کلام رہا بلکہ خود اس کی تصریح کر دی کہ اصل اشیاء میں پاکی ہے چنانچہ روضۂ ندیہ شرح عربی دررِ بہیّہ مطبوعہ کے صفحہ ۸ و ۹ میں نواب بھوپال اس مقام پر لکھتے ہیں ولا یخفی علیك انّ الاصل فی کلّ شیٔ انّہ طاھرٌ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۱ میں دربارۂ پاکی منی کے لکھتے ہیں الحق ان الاصل الطّھارۃ والدّلیل علی القائل بالنّجاسۃ فنحن باقون علی الاصل۔ اور پھر صفحہ ۱۲ میں دربارۂ پاکی شراب و گوشت مردار و خون مسفوح کے ارشاد فرماتے ہیں۔ فتحریم الخمر والمیتۃ والدّم لا یدلّ علی نجاسۃ ذٰلك فتحریم الخمر واللحم الّذی دلّت علیہ النصوص لا یلزم منہ نجاستھما بل لا بدّ من دلیلٍ آخر علیہ والّا بقی علی الاصولِ

المتفق علیھا من الطّھارۃ فمن الدّعیٰ خلافہ فالدّلیل علیہ۔

اور بھی کتاب نہج المقبول من شرائع الرّسول مطبوعہ بھوپال کے صفحہ ۲۰ میں نواب بھوپال نے اپنے بیٹے نور الحسن خاں کی طرف سے لکھا ہے کہ منی اور شراب اور دیگر مسکرات و خون رواں پاک ہے اور نجاست کتے اور سور کے گوشت کی مختلف فیہ ہے۔ چنانچہ عبارت فارسی اس کتاب کی بجنسہ نقل کی جاتی ہے۔ و شستن منی از برائے استقذار بودہ است نہ بنا بر نجاست و بر نجاست خمر و دیگر مسکرات دلیلے کہ صالح تمسک باشد موجود نیست و ہر نجس حرام ست و ہر حرام نجس نیست و کیف کہ اصل در ہمہ چیز ہا طہارت ست و در نجاست سگ و لحم خوک خلاف ست و ہر خون و اذی نجس نیست و دم مسفوح حرام ست نہ نجس انتہی۔

سوم اسی طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۱۷ و ۱۸ میں و فتح المغیث کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ میں لکھا ہے کہ واجب نہیں زکوٰۃ مگر اونٹ گائے بکری میں اور اموال تجارت میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور زیور پر بھی اس مفتی نے عدم وجوب زکوٰۃ کا حکم لگایا ہے۔ چنانچہ کتاب نہج المقبول مطبوعۂ مذکور کے صفحہ ۳۵ میں اس مضمون کو لکھا ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہوا کہ تجارت اور سوداگری کے مال میں اگرچہ کروڑہا روپئے کے ہوں اور مثل بھینس اور بھیڑ وغیرہ جانوروں میں اگرچہ کروڑہا روپئے کے ہوں اور سونے اور چاندی کے زیور میں اگرچہ کروڑہا روپئے کے ہوں زکوٰۃ نہیں ہے ——

پس جب لوگ یوں ہی زکوٰۃ کے ادا کرنے میں باوجود فرض ہونے کے سستی اور غفلت کرتے تھے اور تاہم اموال تجارت اور زیور میں ہزاروں اور لاکھوں روپئے کی زکوٰۃ نکالتے تھے اور غربائے اہل اسلام اس سے

فیض پاتے تھے اب تو مجتہد غیر مقلدین نے حکم لگا دیا کہ زکوٰۃ ان چیزوں میں واجب نہیں بہانہ بازوں اور حیلہ سازوں کو سند مل گئی افسوس کہ دروازہ خیر کا بند ہو گیا اور مجتہد صاحب بھی مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ کے پورے پورے مصداق ہو گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

چہارم ۴ ایک طلاق سے زائد دو طلاقیں دی ہوں یا تین اور بیچ میں رجوع نہ کیا ہو تو دو طلاقیں یا تین طلاقیں واقع نہ ہونگی اور اس کے خاوند کو وہ عورت بغیر حلالہ (یعنی بغیر نکاح دوسرے شوہر کے) درست ہو جائے گی چنانچہ یہ مسئلہ اسی کتاب طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۲۶ میں مرقوم ہے اور اسی طرح صفحہ ۲۰ فتح المغیث میں لکھا ہے کہ حلالہ کرنا حرام ہے (یعنی مطلقۂ ثلاثہ کا نکاح دوسرے شخص سے کر کے پھر اپنے نکاح میں پھیر لینا) حال آنکہ یہ مسئلہ تمام اہل اسلام بلکہ نص قرآن کے خلاف ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے تو پھر نکاح اس عورت کا اس مرد سے جائز نہ ہوگا جب تک کہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے پس بموجب نص قرآنی کے جو نکاح ثانی مطلقہ کا بعد کرنے کے زوج اول پر حلال تھا اس کو مجتہد صاحب نے اپنی رائے سے حرام کر دیا۔

پنجم ۵ مرد پر سونے کا زیور حرام ہے نہ اور چیزوں کا چنانچہ یہ عبارت طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۳۸ و فتح المغیث کے صفحہ ۳۵ میں واقع ہے جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ مرد کو خواہ وہ مولوی ہو یا واعظ مفتی ہو یا قاضی کُٹنا ہو یا ہیجڑا چاندی کی بالیاں بالے کڑے چھڑے کنگن وغیرہ زیور

درست ہے ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند

ششم ۶ اسی کتاب فتح المغیث کے صفحہ ۶ میں لکھا ہے۔ اور کافی ہے مسح کرنا بعض سر کا اور مسح کرنا پگڑی اور عمامے پر انتہیٰ۔۔۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض سر کا مسح نہ کرے تو پگڑی اور عمامے پر مسح کرنا کافی ہے۔ حال آنکہ یہ خلاف نص قرآنی کے ہے وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ۔

ہفتم ۷ اسی فتح المغیث کے صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ وضو لیٹنے سے ٹوٹتا ہے انتہیٰ ـــــ اس سے معلوم ہوا کہ نیند کو کچھ دخل نہیں فقط لیٹنے سے بغیر سوئے وضو جاتا رہتا ہے حال آنکہ یہ باطل ہے۔

ہشتم ۸ اسی کتاب کے صفحہ ۷ میں مرقوم ہے کہ توڑنے والی تیمم کی وہی چیزیں توڑنے والی وضو کی ہیں انتہیٰ پس اس سے معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھنے اور اس پر قدرت پانے سے تیمم نہیں ٹوٹتا حال آنکہ یہ غلط ہے۔

نہم ۹ اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے کہ اگر خلل پڑے نماز میں امام کی تو وہ خلل امام پر ہے نہ کہ مقتدیوں پر انتہیٰ ـــــ اس سے ظاہر ہوا کہ اگر امام جنبی ہو یا اس سے کوئی فرض ترک ہو یا اس کا کپڑا نجس ہو یا اس نے وضو نہ کیا ہو یا وضو اس کا ٹوٹ گیا ہو تو فقط امام کی نماز فاسد ہوگی اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ نقصان نہ آئے گا حال آنکہ یہ باطل ہے۔

دہم ۱۰ اسی کتاب کے صفحہ ۱۵ میں لکھا ہے کہ حرام ہے زکوٰۃ بنی ہاشم اور ان کے غلاموں پر اور آسودہ اور تندرست کماؤ پر انتہیٰ ـــــ

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مصرف زکوٰۃ کے واسطے بیماری لازم ہے اور اگر فقیر تندرست ہوگا تو اس کو زکوٰۃ لینی حرام ہوگی حال آنکہ یہ محض غلط ہے۔

یازدھم [11] اسی کتاب کے صفحہ ۲۵ میں مرقوم ہے کہ جائز ہے دودھ پلانا بڑی عمر والے کا اگرچہ داڑھی رکھتا ہو واسطے جائز ہونے نظر کے انتہیٰ ——— یہ بات تو موافق مطلب بعض یاروں کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت مرضعہ پر عاشق ہو تو وہ اس دودھ پینے کے بہانے سے اس عورت کو ہر روز دیکھا کرے اور اس کی چھاتیاں چھوئے پس جس عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پھر پردہ چہ معنی دارد۔

دوازدھم [12] وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح فرض ہے چنانچہ فتاویٰ ابراہیمیہ مصنفہ مولوی ابراہیم غیر مقلد مطبوعہ مطبع دھرم پرکاش الٰہ آباد کے صفحہ ۲ میں مسطور ہے حال آنکہ یہ رافضیوں کا دستور ہے۔

سیزدھم [13] پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا اور ڈھیلا لینا بدعت ہے چنانچہ کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۷ میں تصریح اس کی موجود ہے۔ اور بدعت ان کے نزدیک ایسا فعل ہے کہ جو آنحضرت کے بعد ہوا ہو اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت فی النار پس ہر بدعتی ان کے نزدیک ناری اور دوزخی ٹھہرا تو کلوخ اور پانی سے استنجا کرنے والا بھی دوزخی ہوا حال آنکہ یہ سنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے پس بقول ان کے معاذ اللہ حضرت عمر بھی بدعتی اور دوزخی ٹھہرے۔

چہاردھم [14] جو کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو

تو اس کی نماز بغیر غسل کے درست ہے چنانچہ کتاب ہدایت قلوب قاسیہ جواب گلزار آسیہ تصنیف مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۳۶ میں موجود ہے۔

پانزدھم [15] تیرہ رکعت سے زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت میں جاگنا بدعت مذمومہ ہے چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۲ میں مذکور ہے ——— خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا تہائی رات سے زیادہ عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام و صحابۂ کرام و اولیائے عظام مثل حضرت غوث اعظم وغیرہ سے ثابت ہے ان کے نزدیک گناہ ہے معاذ اللہ۔

شانزدھم [16] سوتیلی خالہ یعنی جس کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا اس سے اس کے بھانجے کا نکاح درست ہے چنانچہ فتاویٰ مہری مولوی عبدالقادر غیر مقلد امام کالی مسجد دہلی میں مرقوم ہے کہ جس پر ان کے استاذ مولوی نذیر حسین کی مہر بھی ثبت ہے۔

ہفدھم [17] پنیر شام کا جو سور کے پنیر مایہ سے بنایا جانا اس کا مشہور ہے یا اور چیزیں مثل جوخ کے کہ جن میں سور کی چربی پڑنی مشہور ہے جب وہ آنحضرت کے پاس آتی تھیں تو آپ بلا دریافت کھاتے تھے چنانچہ یہ عبارت فتاویٰ مہری مولوی عطا محمد مندرجہ کتاب اظہار الحق مطبوعہ مطبع اتالیق ہند لاہور کے صفحہ ۱۸ میں مرقوم ہے اور اس رسالے میں مولوی نذیر حسین وغیرہ علمائے غیر مقلدین کی بھی مہریں موجود ہیں۔ اور اس کے چھپوانے میں مولوی نذیر حسین نے بڑی کوشش فرمائی چنانچہ خود مصنف رسالہ مذکور نے عنوان کتاب میں اس امر کی تصریح کر دی

ہے۔

اب جائے انکار باقی نہیں نعوذ باللہ من ذالک کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی ایسی حرام چیزوں کے استعمال کرنے کا سراسر بہتان اور اتہام ہے اور پھر ایسے خرافات مضامین کی اشاعت میں علماء کا سعی اور کوشش کرنا باعث سوء انجام و موجب ہدم بنیان اسلام ہے نہیں معلوم غیر مقلدین ایسی باتوں کو بمقابلہ مقلدین کے ازراہ نفسانیت جان بوجھ کر چھپواتے ہیں یا بسبب نادانی اور بے سمجھی کے ایسے امور ان سے ظہور میں آتے ہیں بہر حال ؎

فان کنت لاتدری فتلک مصیبة　　وان کنت تدری فالمصیبة اعظم

جواب سوال دوم ایسے غیر مقلدوں سے جو عقائد و عملیات مذکورہ کے قائل ہیں مخالطت اور مجالست کرنا اور ان کو مساجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع اور باعث خوف فتنۂ دین ہے کیونکہ مسائل متذکرۂ بالا سے معلوم ہوا کہ وہ اہل بدعت ہیں اور مخالفِ ملتِ اہل سنت ہیں اور مجالست و مخالطت اہل بدعت سے شرعاً ممنوع ہے جیسا کہ حدیث شریف میں بروایت عقیلی وارد ہے عن انس ان اللہ اختارنی واختارلی اصحابی واصھاری وسیاتی قوم یسبونھم وینتقصونھم فلاتجالسوھم ولاتشاربوھم ولاتواکلوھم ولا تناکحوھم یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا مجھ کو اور اختیار کیا میرے واسطے میرے صحابہ کو اور میری سسرال والوں کو اور عنقریب آئے گی ایک قوم کہ گالیاں دیگی ان کو اور منقصت چاہے گی ان کی پس نہ بیٹھو تم ان کے ساتھ اور نہ

پیو تم ان کے ساتھ اور نہ نکاح کرو تم ان کے ساتھ۔

اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے اس آیت وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ کی تفسیر میں فرمایا ہے در حقائق تنزیل مذکور ست کہ سہل بن عبد اللہ تستری فرمودہ اند کہ من صحح ایمانہ واخلص توحیدہ فانہٗ لایوانس الی المبتدع ولایجالسہٗ ولایواکلہٗ ولایشاربہ ویظھر من نفسہ العداوة ومن داھن بمبتدع سلبہ اللہ تعالیٰ حلاوة الایمان ومن تحبب الی المبتدع نزع اللہ تعالیٰ نور ایمانہ من قلبہ یعنی مرد صحیح الایمان را باید کہ با بدعتیان انس نگیرد و ہم مجلس و ہم کاسہ و ہم نوالہ بایشاں نشود ہر کہ با بدعتیان دوستی پیدا کند نور ایمان و حلاوت آں از وے برگیرند انتہی۔

اور طحطاوی نے حاشیہ در مختار کی کتاب الذبائح میں فرمایا ہے د هٰذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في المذاهب الاربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون ومن كان خارجًا من هٰذه المذاهب الاربعة في ذٰلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار انتهى یعنی یہ گروہ نجات پانے والا جمع ہے آج کے دن چاروں مذہب میں اور وہ لوگ حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی ہیں اور جو شخص ان چاروں مذہب سے اس زمانے میں خارج ہوا سو وہ بدعتی اور دوزخی ہے اور یہی مضمون اور بہت سے کتب دینیہ میں موجود ہے ضرورةً اسی قدر قلیل پر اختصار کیا۔

جواب سوال سوم اگرچہ در صورت مراعات مذہب مقتدی کے بشرطیکہ امام کسی مفسد و مبطل صلوٰة کا مرتکب نہ

ہوا قتدا کرنا جائز ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہیں اور سوائے اس کے جب کہ شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتدا جائز نہ ہوئی جیسا کہ فتاوی عالمگیری و جامع الرموز میں مرقوم ہے امّا الاقتداء بالشافعیؔ فلا باس بہ اذ المتعصب ای لم یبغض للحنفیؔ یعنی شافعی کے پیچھے اقتدا کرنا مضایقہ نہیں بشرطیکہ متعصب نہ ہو یعنی حنفیوں سے بغض و عداوت نہ رکھتا ہو پس ان غیر مقلدین لامذہب کے پیچھے تو بطریق اولیٰ اقتدا جائز نہ ہوگی کہ یہ تو حنفیوں کے نام سے جلتے ہیں اور مقلدین کو علانیہ برا کہتے ہیں بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ایک بات ان لامذہبوں کے حق میں محدث نامی علامۂ شامی نے حاشیۂ ردالمحتار میں لکھی ہے کہ ہمارے زمانے کے وہابی عبدالوہاب نجدی کے پیرو اور تابع مثل خارجیوں کے ہیں جنھوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کر کے ان کے لشکر سے خروج کیا تھا۔ پس جب لامذہب مثل خارجیوں کے ٹھہرے اور خارجی مثل باغیوں کے ہوئے تو جو حکم باغیوں کا ہے وہی حکم لامذہبوں کا ٹھہرا کما فی البدائع ولا یصلیٰ علی بغاۃ بل یکفنون ویدفنون یعنی ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جائے صرف ان کو کفن دے کے دفن کر دیں وحکم الخوارج عند جمہور الفقہاء والمحدّثین حکم البغاۃ وذہب بعض المحدّثین الیٰ کفرہم۔ یعنی حکم خارجیوں کا نزدیک جمہور علمائے محدثین و فقہا کے حکم باغیوں کا ہے اور بعض محدثین تو ان کے کفر کے قائل ہو گئے" (شامی صفحہ ۲۰۹ جلد ۳ مطبوعہ مصر)

واللہ سبحانہٗ اعلم وعلمہ اتمّ

العـــبد حررہ صی

وصی احمد السنی الحنفی السورتی

مواہیر و دستخط علمائے دہلی و کانپور وغیرہ

هوالموفق

الجواب صحیح والمجیب مصیب حررہ الفقیر الی رحمۃ الاحد

القاضی شیخ احمد عفا عنہ اللہ الصمد

هوالعلی

اصاب واجاد من اجاب وافاد واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم حررہ العبد الخامل محمد عادل

عاملہ اللہ تعالیٰ بفضلہ الشامل وجعلہ من الآمنین یوم الزحف والزلازل

هوالمصوب

ایسا شخص بہیأت کذائی گروہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے اور نماز اس کے پیچھے نہ پڑھنا چاہیے۔ کتبہ الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی عفی عنہٗ

هوالموفق مجیب لبیب نے جو مسائل واحکام مخالف فرقۂ اہل سنت وجماعت غیر مقلدین کے فرقۂ اہلسنت سے خارج ہونے پر بطور دلیل کے ان کی کتابوں سے لکھے ہیں ان میں سے بعض احکام ان کی بعضے کتابوں میں راقم نے بھی دیکھے ہیں غیر مقلدین کے یہ مسائل مخترعہ واحکام مبتدعہ بلاشبہ قابل رد وانکار ہیں کہ ان میں بعضے موجب کفر اور بعضے موجب فسق وابتداع اور عموماً یہ سب احکام اہل سنت کے نزدیک محض لغو اور بے اعتبار ہیں ایسے احکام مخالف اہل سنت کا معتقد وملتزم بلاشبہ اہل سنت کی جماعت سے خارج ہے اور جب وہ شخص ایسے مسائل مخالف کے التزام سے اہل سنت کی جماعت سے خارج ہوا تو اس کے پیچھے اہل سنت کو نماز پڑھنا ناجائز ہے اور اگر ایسے شخص کے مسجد میں آنے سے فتنہ وفساد پیدا ہوتا ہو تو انسداد فتنہ کے لئے مسجد میں آنے سے منع کرنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔
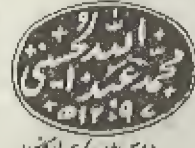
کتبہ محمد عبد اللہ الحسینی الواسطی البلگرامی
عاملہ اللہ بلطفہ العمیم السامی۔

دارالعلوم امجدیہ اہلسنت ارشد العلوم اوجھا گنج ضلع بستی (یوپی)

نونہالان قوم وملت کی تعلیم وتربیت اور اسلام وسنیت ومسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں سرگرم عمل۔
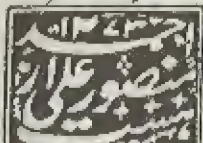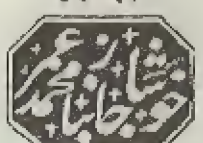
فی الحقیقۃ اگر ان لوگوں کے یہ عقائد اور یہ اعمال ہیں تو ایسا ہی ہے جیسا مجیب

صاحب نے جواب دیا۔

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

صح الجواب

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

ھوالفتاح۔ فی الواقع اس فرقۂ لامذہب کو کہ جن کے عقائد موافق تحریر مفتی تحریر ہیں اہل سنت وجماعت سے خارج سمجھنا اوران کے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور بسبب فتنہ وفساد کے ان کو مساجد میں آنے نہ دینا بجا اور درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی الحافظ فتح محمد الفاروقی الحنفی الدھلوی۔

بے شبہ جو غیر مقلدین ایسے ہوں کہ عقائد ان کے خلاف اہل سنت وجماعت وسلف صالح کے ہوں اور مقلدین کو اپنے زعم فاسد میں مشرک اور بدعتی سمجھتے ہوں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان کو بہ سبب فتنہ وفساد کے اپنے مساجد میں آنے دینا جائز نہیں واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب
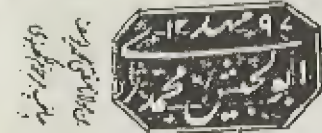
ابوالجیش محمد مہدی عفاعنہ اللہ الہادی الفرنجی محلی۔

مواہیر ودستخط علمائے مقام لودھیانہ ودیوبند

تخمیناً مدت ۴۶ سال یعنی سنہ ۱۲۵۴ھ سے سنہ ۱۳۰۰ھ تک اس فرقے کو

خوب دیکھا مسائل مندرجۂ فتویٰ ہذا کے سوا بڑی بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہے مولانا اسحٰق صاحب مرحوم برملا ان کو ضال مضل وعظ میں فرمایا کرتے تھے اور یہ لوگ باہر نکل کے کہتے کہ میاں صاحب کا مذہب وہی ہے جو ہمارا ہے ظاہر میں ایسا کہدیا ہے اسی طرح ہر عالم دیندار کو ہم مذہب اپنا بتلا کر دین محمدی سے اور قرآن وحدیث سے منحرف کرتے ہیں ان کے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت جماعت کے مخالف اور دشمن ہونے میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے جیسے روافض وخوارج کے پیچھے نماز پڑھنی ویسے ہی ان کے پیچھے نماز پڑھنی ہے ان کی امامت جائز نہیں ہے تفصیل طول رکھتی ہے واللہ اعلم
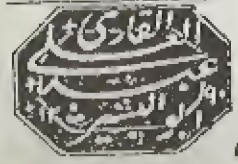
چونکہ گروہ شرذمۂ لامذہبیہ اہل بدع وہوا میں سے ہیں اس لئے ان سے حتی الامکان احتراز ضروریات سے ہے۔ وما علینا الا البلاغ الراجی رحمۃ ربہ الباری ابوالبشیر عبدالعلی القاری۔

یہ فرقہ غیر مقلدین بے شک خارج اہلسنت وجماعت سے ہے ان سے مجالست کرنی ایسی ہے جیسے کہ اہل ہوا اور بدعتیوں سے امامت ان کی جائز نہیں کیونکہ عقائد اور عملیات ان کے مخالف حدیث وقرآن کے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عن ابن عمر ان النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال فی غزوۃ خیبر من اکل من ھذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن مسجدنا رواہ البخاری یعنی جو شخص کہ کھائے لہسن کو پس نزدیک نہ پھٹکے ہماری مسجد کے اور موطاے امام محمد میں عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ ایک عورت مجذومہ کو طواف مکہ سے مانع آئے۔ اور فرمایا کہ تو اپنے گھر میں بیٹھ اور لوگوں کو ایذا نہ دے۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یوں نقل کی ہے کہ ایک دن ایک واعظ کو مسجد کوفہ میں دیکھکر فرمایا کہ یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہے لوگوں کو گناہوں سے روکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھ کو ناسخ منسوخ کا علم نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کو مسجد سے نکالدو۔ اور نیز شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحت بیان آیۃ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ کے لکھا ہے کہ طعن کرنا سلف پر سخت ترین ایذائے لسانی سے ہے اور اشباہ میں لکھا ہے کہ موذی کو مسجد میں آنے سے منع کرنا چاہئے اگرچہ ایذا اس کی لسانی ہو۔

پس جب کہ روکنا مسجد کے آنے سے بسبب موجود ہونے ایک امر کے امور مذکورہ سے درست ہوا تو غیر مقلدوں کو جو جامع امور مذکورہ

کے ہیں نکالنا بطریق اولیٰ درست ہوا اور بہ سبب لحوق مرض باطنی کے جو جذام سے بڑھ کر ہے اور مساجد میں اس کے آنے سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے اور خدائے تعالیٰ مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا کما قال اللہ تعالیٰ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ باقی تحقیق اس مسئلے کی رسالۂ انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد میں جو اس عاجز کی تالیفات سے ہے موجود ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم

اقل الانام
خادم العلماء محمد حبیب الرحمٰن لودھیانوی المرقوم ۱۳ھ

عقائد اس جماعت کے جب کہ خلاف جمہور اہلسنت ہیں تو بدعتی ہونا ان کا ظاہر ہے اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقیہ اور برا کہنا سلف صالحین کا فسق یا کفر ہے تو اب نماز اور نکاح اور ذبیحے میں ان کے احتیاط لازم ہے جیسے روافض اور خوارج کے ساتھ احتیاط چاہئے۔

حررہ محمد یعقوب النانوتوی عفا عنہ القوی

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ ابو الخیرات اسید احمد عفی عنہ۔ محمود حسن عفا اللہ عنہ۔ محمد محمود دیوبندی عفی عنہ

حامدا ومصلیا۔ فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور لامذہب خارج ہیں اہل سنت وجماعت سے ان کو اہل سنت وجماعت میں سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہے کس واسطے کہ اہل سنت وجماعت منحصر ہیں مذاہب اربعہ میں اور جمیع اہلسنت حنفی ہیں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی پس جو کوئی بالکلیہ ان چار مذہبوں میں سے اس زمانے میں ایک کا بھی مقلد اور پیرو نہ ہو اور اپنے تئیں ان میں سے ایک کی طرف منسوب نہ کرے وہ اہل سنت سے نہیں بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت وجماعت سے ہے اور مثل دیگر فرق ضالہ روافض وخوارج ومعتزلہ وجبریہ وقدریہ کے ہے۔

قال الطحطاوی فی شرح الدر المختار فعلیکم یا معشر المؤمنین اتباع الفرقة الناجیة المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالیٰ وحفظه وتوفیقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم وهٰذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی المذاهب الاربعة وهم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا من هذه المذاهب الاربعة فی ذلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار انتهی وقال فی التفسیر الاحمدی قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للایمة الاربعة انتهٰی وقال فی الاشباه والنظائر تحت القاعدة الاولی ما خالف للایمة الاربعة فهو مخالف للاجماع وان کان فیه خلاف

غیرهم فقد صرح فی التحریر ان الاجماع قد انعقد علی عدم العمل بمذهب مخالف للایمة الاربعة انتهی قال الفاضل الجلیل الفقیه المحدث المفسر الشیخ ولی الله الدهلوی فی عقد الجید اعلم ان فی الاخذ بهذه المذاهب الاربعة مصلحة عظیمة وفی الاعراض عنها کلها مفسدة کبیرة قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار انتهی قال القاضی ثناء الله فی التفسیر المظهری فان اهل السنة قد افترق بعد القرون الثلثة والاربعة علی اربعة مذاهب ولم یبق مذهب فی فروع المسائل سوی هذه المذاهب الاربعة فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان قول یخالف کلهم وقد قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالة وقال الله تعالیٰ وَمَنْ يَّتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا انتهٰی۔

پس ثابت ہوا حصر اہل سنت وجماعت کا اس زمانے میں مذاہب اربعہ میں اور جس کسی کا قول مخالف ایمہ اربعہ کے ہوگا وہ مردود اور باطل ہوگا بہ سبب مخالف ہونے اہل سنت وجماعت کے اور نہ مانا جائے گا اور یہ لامذہب لوگ قائل ہیں جواز خروج کے مذاہب اربعہ سے اور حصر مذاہب اربعہ کو باطل سمجھتے ہیں چنانچہ معیار الحق مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۳۶ میں مولوی نذیر حسین نے لکھا ہے۔ جب کہ اہل سنت وجماعت منحصر ومجتمع ہوئے مذاہب اربعہ میں بالاجماع تو اب اس انحصار اور اجماع کا باطل کہنے اور سمجھنے والا اور قائل جواز خروج مذاہب اربعہ

کا اہل سنت وجماعت میں سے نہیں ہے اور مثل دیگر اہل مذاہب باطلہ اور فرق ضالہ روافض وخوارج اور جبریہ اور قدریہ اور مرجیہ وجہمیہ وغیرہم کے ہے۔

پس جب کہ لامذہب اور غیر مقلدین اہل سنت وجماعت سے خارج ہیں تو اہل سنت وجماعت کی نماز لامذہبوں کے پیچھے نہیں ہوگی اور بالکل غیر جائز اور نادرست ہے اور ان کے ساتھ مخالطت اور مجالست اور موانست رکھنے سے بھی اہل سنت وجماعت کو پرہیز اور اجتناب چاہئے کیونکہ مجالست اور مخالطت اور مصاحبت اہل شر وفساد اور اہل بدعت کے ساتھ بموجب حدیث صحیح کے بالاجماع ممنوع ہے قال الامام النووی فی شرح صحیح مسلم قبیل کتاب القدر فی باب استحباب مجالسة الصالحین ومجانبة قرناء السوء فیه تمثیله صلی اللہ علیه وسلم الجلیس الصالح بحامل المسك والجلیس السوء بنافخ الکیر فیه فضیلة مجالسة الصالحین واهل الخیر والمروة و مکارم الاخلاق والورع والعلم والادب والنهی عن مجالسة اهل الشر واهل البدع ومن یغتاب الناس او یکثر فجرته و بطالته ونحو ذلك من الانواع المذمومة انتهی۔ اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

دور شو از اختلاط یار بد — یار بد تر بود از مار بد
مار بد تنہا ہمیں بر جاں زند — یار بد بر جان و بر ایماں زند
نار خنداں باغ را خنداں کند — صحبت نیکانت از نیکاں کند
صحبت صالح ترا صالح کند — صحبت طالح ترا طالح کند

پس اہلسنت وجماعت کو فرقہ ضالۂ لامذہبان غیر مقلدین کی صحبت سے بہت احتراز کرنا اور بچنا چاہئے فروا من صحبتهم کما تفرون من الاسد کس واسطے کہ صحبت کو بڑا اثر ہے حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ محبوب العارفین میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

منشیں با بداں کہ صحبت بد — گرچہ پاکی ترا پلید کند
آفتابی بدین بزرگی را — ذرۂ ابر ناپدید کند

جس حالت میں کہ یہ غیر مقلدین خارج از اہل سنت وجماعت اور داخل اہل بدعت وفرقہ ضالہ ہوائیہ میں ٹھہرے اور نماز اہل سنت وجماعت کی ان لامذہبوں کے پیچھے غیر صحیح وناجائز ونادرست ہوئی اور اور مخالطت اور مجالست بھی حسب روایات مذکوران سے ممنوع ہوئی تو اہلسنت وجماعت کو چاہئے کہ ان لامذہبوں کو اپنے مساجد سے نکال دیں اور ہرگز نہ آنے دیں اس واسطے کہ ان کے آنے سے مسجدوں میں شر وفتنہ وفساد وغیرہ پیدا ہوتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی وقت نماز کے لہسن پیاز گندنا وغیرہ بدبودار چیز کہ جس کے کھانے سے منہ میں بدبو پیدا ہو کھا کر مسجد میں آئے تو اسے دخول مساجد سے منع کرو۔ عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من اکل من هذه الشجرة فلا یقربن مسجدنا ولا یوذینا بریح الثوم رواہ مسلم وعن ابی عمران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قال من اکل من هذه الشجرة یعنی الثوم فلا یقربن المساجد رواہ مسلم وعن عمر بن الخطاب

قال انکم ایہا الناس تاکلون شجرتین لا اراہما الا خبیثتین ہٰذا البصل والثوم ولقد رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا وجد ریحہما من الرجل فی المسجد امر بہ فاخرج الی البقیع فمن اکلہما فلیمتہما طبخا رواہ مسلم قال النووی فی شرح صحیح مسلم فی باب نہی من اکل ثوماً او بصلاً او کراثاً او نحوہا مما لہ رائحۃ کریہۃ عن حضور المسجد حتی یذہب ذٰلک الریح واخراجہ من المسجد قولہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم من اکل ہذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن المساجد ہذا تصریح بنہی من اکل الثوم ونحوہ عن دخول کل مسجد وہٰذا مذہب العلماء کافۃ انتہٰی۔

پس یہ احادیث صحیحہ دال ہیں اس امر پر کہ جس شخص کی ذات سے لوگوں کو تکلیف وایذا پہونچے اسے مسجد میں نہ آنے دینا چاہئے پر ظاہر ہے کہ لامذہبوں کے مسجدوں میں آنے سے شر وفساد اور فتنہ وعناد پیدا ہوتا ہے اور لوگ بے علم بے خبر بیچارے ان کی صحبت سے بگڑتے اور خراب ہوتے ہیں پس لازم ومناسب ہے اہل سنت وجماعت کو کہ ایسے غیر مقلدوں کو اپنی مسجدوں میں نہ آنے دیں اور ایسے مفسد لامذہبوں کو اپنے مساجد سے اخراج کریں اور نکال دیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین۔ حررہ الفقیر المفتقر المذنب الراجی الی رحمۃ اللّٰہ الاکبر العلی الولی القوی الغنی محمد احسن الدین ابو النصر المعروف بسید محمد اکبر علی الحسنی الجیلانی الحنفی القادری الچشتی النقشبندی الدہلوی غفر اللّٰہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ
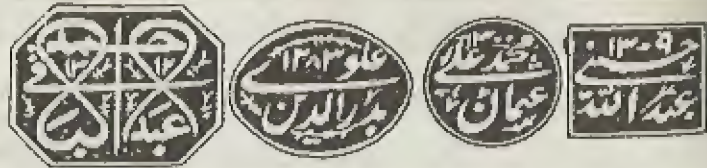
بہ تحقیق مفتیٔ درمسجد ہم موجد فتنہ است والفتنۃ اشد من القتل دال بر اخراج کردن ایں شرذمۂ باطلہ ہویدا است۔ اولاً ایں فرقہ باولیں متشابہات اند بلکہ مثل محکمات می دانند چنانچہ در رسالہ استوی علی العرش استوی از نواب بھوپال موجود است وایں ہمہ بداں عقیدہ باوی متفق اند حال آنکہ انصرام تام از متشابہات بکلام عزوجل وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ ثابت پس مورد من فسر القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار ہمیں شرذمۂ مبطلہ اند۔ ثانیاً منکرین قیاس واجماع اند بناءً علیہ مجتہدین را بدمی گویند ومقلدین را مشرک می دانند حال آنکہ بر کتاب اللّٰہ ثابت است بقولہ عزوجل فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَار و بحدیث نبوی نیز وہو ہٰذا ما روی ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین بعث معاذاً الی الیمن قال کیف تقضی یا معاذ فقال بکتاب اللّٰہ قال فان لم تجد فی کتاب اللّٰہ قال فبسنۃ رسول اللّٰہ قال فان لم تجد قال اجتہد برأیی فقال علیہ السلام الحمد اللّٰہ الذی وفق رسول رسولہ بما یرضی بہ رسولہ فان لم یکن القیاس حجۃً لانکرہ بل حمد اللّٰہ علیہ ثالثاً کتمان بطلان عقیدۂ خود عند ظہور الحق بل یسکتون عند اہل الحق اذا غلبوا علیہم خذلہم اللّٰہ تعالیٰ یقول حبیبہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من سکت عن الحق فہو شیطان اخرس فثبت ان ہٰذا قوم لا یحصی قبائحہم وخیانتہم فی الدین فحسب

علیهم ضرب النعل من اهل الحق والکمال الذین استقروا علیٰ
هٰذہٖ الضابطة ان لا یدخلوا هذا القوم فی مساجدهم ولا یصاحبوا
معهم ابدًا واللّٰه تعالیٰ علیهم بما کانوا یفعلون۔ کتبه تراب اقدام
اهل الاسلام العبد الضعیف المدعو بمحمد عبدالسلام الکاشمیری
وطنا والحنفی مذهبًا والچشتی النظامی الفخری
البنارسی مشربا غفر اللّٰه له فی حیاته ویدخله
الجنة بعد مماته آمین۔

محمد عبدالسلام بنارسی ۱۲۸۲

نحمد اللّٰه العظیم ونصلی علی رسوله الکریم وعلی آله وصحبه
ذوی الفیض العمیم۔ ان لامذہبوں کے پیچھے جو جامع الشواہد کے
عقائد و اعمال کے قائل ہیں مقلدین اہل سنت وجماعت کو نماز پڑھنا
نہ چاہئے کہ یہ لوگ مفسدین فی الدین اور سابین سلف صالحین بھی ہیں
اور ان کے عقائد و اعمال جمہور فقہا و محدثین کے بالکل خلاف ہیں
اور جو لوگ ایسے نہیں ہیں بلکہ سب بزرگان دین اور صوفیۂ کاملین
کو مانتے ہیں اور سب مقلدین کو علی الحق جانتے ہیں ان کی اقتدا کرنے
اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں ہم کو کچھ کلام نہیں پس جو لوگ مفتی جامع
الشواہد کو بے سمجھے بوجھے اور بغیر ان کتابوں کی طرف رجوع کئے جن
کا حوالہ بقید ہندسۂ صفحات دیا ہے برا بھلا کہتے ہیں بلکہ گالیاں دیتے
ہیں ہم ان کو بھی اہل سنت جماعت سے خارج جانتے ہیں اور لامذہب
سمجھتے ہیں راست گوئی میں کوئی تعصب اور نفسانیت نہیں ہے دین
کی بات میں صاف صاف نہ کہنا تو منافقوں کی شان ہے بلکہ اس میں
دین کا نقصان ہے یہاں جو دل میں ہے وہی زبان پر ہے مجھ سے تو

ہزاروں لامذہبوں اور سیکڑوں غیر مقلدوں سے کام پڑا اور برسوں اور
مہینوں ان سے جھگڑا رہا ہم ہمیشہ ان کو صلح کی بات بتاتے رہے اور
فساد سے بچاتے رہے لیکن ادھر یہ راضی ہو گئے اور ادھر وہی مخالفت
کی باتیں اور وہی ہتھکنڈے اور وہی فساد کی گھاتیں ؎

کوئی کوتہ نہ پایا ان بتان سروبالا میں
جسے دیکھا نظر آیا وہ باون گز کا لنکا میں

چنانچہ اس بیان کی تصدیق اس خط اور اس کے جواب اور واقعہ آرا
سے جو ابھی حال میں ہوا بخوبی ہو جائے گی۔

خط۔ از طرف شاہ رحمت اللّٰہ صاحب بخدمت حضرت مولانا صاحب
قبلہ غازی پوری دام باللفیض المعنوی والصوری۔ جناب مستطاب
مخدومنا مولانا شاہ محمد امانت اللّٰہ صاحب زاد مجدہم۔ بعد ھدیۂ
السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ کے مکلف ہوں کہ انواع واقسام کی
خبریں جو بذریعۂ اخبار کے شائع ہوئی ہیں علی الخصوص اخبار زمانہ میں
ایسی عجیب تشویش پھیلی ہوئی ہے کہ ہنوز حقیقت واقعہ سے جو لکھنؤ
میں درمیان جلسۂ ندوۃ العلما تصفیہ بین المقلدین وغیر المقلدین ہوا
پورے طور پر آگاہی نہیں ہوئی اور نیز آرے میں بھی کیا گذرا کچھ حال
معلوم نہ ہوا لہذا برائے خدا صحیح صحیح واقعات سے مطلع فرمائیے اور مہر
کر دیجئے تاکہ ہم لوگوں کو اطمینان ہو اللّٰہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔
راقم شاہ محمد رحمت اللّٰہ سوداگر ساکن محلہ خدائی پورہ

جواب۔ بخدمت شریف برادرم محب قلبی مخلص دلی مقبول
بارگاہ آلہ شاہ محمد رحمت اللّٰہ صاحب تاجر زاد محبتکم بعد ہدیۂ السلام علیکم
ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ ومغفرتہ کے واضح ہو کہ آپ کا خط مسرت نمط آیا حال

معلوم ہوا واقعی مصالحہ اور ملاپ بمقام لکھنؤ مجمع عام جلسہ ندوۃ العلماء واقعہ بارہ دری ضرور ہوا ——— اس طور پر کہ بعد نماز صبح کے مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی بمقام لکھنؤ ہمارے فرودگاہ پر مع چند علما کے جن میں مولوی سید محمد علی صاحب ناظم جلسہ بھی تھے تشریف لائے اور اپنے عقائد کو مثل ہم لوگوں کے بیان کیا اور اسی مضمون کی ایک تحریر بدستخط مولوی صاحب ممدوح کے پیش ہو کر پڑھی گئی جس سے ہمارا دل بہت خوش ہوا اور ہم نے کہا بارک اللہ جزاکم اللہ۔ اب ہماری طبیعت آپ سے صاف ہو گئی۔ کیونکہ اصل مخالفت آپ سے عقائد کی وجہ سے تھی ہرگاہ آپ نے مثل اہل سنت وجماعت کے اپنا عقیدہ ظاہر فرمایا تو صرف آمین بالجہر اور رفع الیدین ایسا امر نہیں ہے کہ مسجدوں کی آمد و رفت میں تکرار ہو بہتر ہو گا کہ آج دوسرا جلسہ ندوۃ العلماء کا ہے ہزارہا عوام وخواص اور بڑے بڑے علما کا مجمع ہے آپ تشریف لے جا کر اپنا عقیدہ عام طور پر بیان کر دیجئے تاکہ تمام سامعین وحاضرین کی تشفی ہو جائے اور برسوں کا جھگڑا مٹ جائے۔

مولوی صاحب ممدوح مع ناظم صاحب وفقیر کے جلسے میں تشریف لائے مولوی محمد ابراہیم صاحب نے آبدیدہ ہو کر خدا کو گواہ کر کے کہا کہ جو جو خیالات عرصے سے میرے دل میں تھے سب کو آج میں نے بطیب خاطر بلا جبر وتعدی نظر انصاف سے واپس لے کر میں اپنا عقیدہ بیان کرتا ہوں آپ لوگ سنیے قیامت کے روز میرے اس عقیدے پر آپ لوگوں کو گواہی دینا ہو گا۔ وہو ہذا میں خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک لہٗ جانتا ہوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سچا رسول وخاتم النبیین مانتا

ہوں اور کل اکابر دین وصحابۂ کرام وائمۂ مجتہدین ومحدثین واولیاء اللہ وعلمائے مقلدین کو اپنا پیشوا اور مقتدیٰ جانتا ہوں اور ان کا سچے دل سے ادب کرتا ہوں اور ان کی بے ادبی کرنا اور ان کی طرف سے کھنچا رہنا گناہ جانتا ہوں اور معجزات انبیا علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ وکرامات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو برحق سمجھتا ہوں اور ہم مقلدین ائمہ دین اور اہل حدیث ہر ایک دوسرے کو موحد ومومن کہتے ہیں اور کسی مومن کو مشرک اور بدعتی کہنا سخت گناہ جانتے ہیں۔ اور نہ خود کسی مقتدیٰ اور امام کو برا کہتے ہیں اور نہ کسی کو برا کہنا یا برا جاننا جائز رکھتے ہیں اور قیامت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار ہیں اور پوری آمَنْتُ بِاللّٰہ پڑھی اور حاضرین کو اس پر گواہ رکھا۔

جب مولوی محمد ابراہیم صاحب فارغ ہوئے تو میں کھڑا ہوا اور میں نے بآواز بلند کہا بارک اللہ جزاکم اللہ اس وقت آپ کی تقریر نہایت دلچسپ اور اطمینان بخش ہوئی مرحبا شاباش ہم لوگوں کو آپ لوگوں سے نفرت کی وجہ اور کدورت کی علت محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد باطلہ سے موافقت کرنے کے سبب تھی جس نے صدہا علما کو مکۂ معظمہ میں قتل کر ڈالا اور حرم شریف میں خون کی ندی بہا دی۔ یہ وہ جگہ ہے کہ جس کی شان میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا حتیٰ کہ کسی ذی روح اور چیونٹی اور جوں کو بھی ستانے اور مارنے کی ممانعت ہے افسوس کہ وہاں ان وہابیۂ خدا ناترس نے علمائے مقلدین کے قتل کرنے کا حکم لگا دیا جیسا کہ شامی حاشیۂ درمختار میں وارد ہے فاستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وعلمائہم حال آنکہ وہ علما

تعزیہ پرست نہ تھے قبر پرست نہ تھے بت پرست نہ تھے مشرک نہ تھے فاسق نہ تھے فاجر نہ تھے ہاں مقلدِ مذہب تھے۔

تب پھر مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں ہر گز ان کا متبع نہیں ہوں اور نہ کوئی مجھ کو ان سے واسطہ ہے غرض کہ جلسہ برخاست ہوا تیسرے روز پھر اس امر میں گفتگو پیش ہوئی کہ ایسے عقائد والے جیسا کہ مولوی صاحب نے بیان کیا ہے مسجدوں میں آئیں جائیں اتحاد و محبت قائم رکھیں چونکہ مولوی ابراہیم صاحب نے اپنے دستخطی تحریر میں بعد بیان عقائد صحیحہ یہ لکھا تھا کہ نماز ایک کی دوسرے کے پیچھے بلا کراہت درست ہے۔ہم نے کہا اس میں اس قدر اور شرط لگائیے کہ جو امام ہو مقتدیوں کی رعایت وضو وغسل وغیرہ میں ضرور ملحوظ رکھے اور ناظم صاحب و دیگر علمائے حاضرین نے بھی اس شرط کے ساتھ اتفاق فرمایا مگر مولوی عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی نے منظور نہ کیا۔ اور مولوی ابراہیم صاحب کو بھی اس سے باز رکھا اور یہ کہا کہ ایک لفظ بھی اگر اس رقعہ میں بڑھے گھٹے گا تو نہ ہماری دستخط نہ ہم صلح میں شریک یہ کہہ کر مولوی ابراہیم صاحب وغیرہ کو اس مقام سے اٹھا کر لیے چلے گئے اس پر علمائے حاضرین کو بڑا افسوس ہوا کہ صلح اور اتحاد کی بنی بنائی بات صرف ایک شخص کی مخالفت سے بگڑ گئی اور اس شخص کو سوائے بدنامی رخنہ اندازی و فتنہ پردازی کے کوئی بات حاصل نہ ہوئی مگر وہی مثل ؎

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

آخر سب علما کی یہ رائے قرار پائی کہ ہر گاہ ہم مقلدین میں با خود

اس کا لحاظ ہے بلکہ التزام ہے کہ حنفی جب امام ہو شافعی وغیرہ کی رعایت ضرور ملحوظ رکھے اور شافعی امام ہو تو دوسرے ائمۂ مجتہدین کے مقلدین کی ضرور رعایت کرے گو یہ لوگ نہیں مانتے ہیں نہ مانیں مگر بعض علمائے حاضرین کی یہ رائے ٹھہری کہ بلا اس شرط کے مانے ہوئے کیونکر ان کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے یہاں تک کہ جلسہ برخاست ہوا اور نماز ان لوگوں کے پیچھے جائز نہیں رکھی گئی دوسرے روز سب لوگ اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوئے عنقریب کیفیت لکھنؤ سے چھپ کر آئے گی اس کے دیکھنے سے اس میرے بیان کی پوری پوری تصدیق آپ کو ہو جائے گی۔

واقعۂ آرہ مولوی محمد ابراہیم صاحب میری ملاقات کو غازی پور تشریف لائے اور میری دعوت کر کے آرہ لے گئے میں اپنی جماعت کے ساتھ مولوی ابراہیم صاحب کے مکان پر گیا مولوی صاحب کو مع ہم عقائد اہل حدیث کے اپنے ہمراہ لے کر ان کی مسجد میں مختصر وعظ صلح و اتفاق باہمی کا بیان کر کے مولوی صاحب کو جامع مسجد میں لایا مولوی صاحب نے عمدہ عقائد و مضامین کے ساتھ وعظ فرمایا اثنائے وعظ میں چودھری حاجی شجاعت علی صاحب رئیس آرہ نے کہا کہ ائمۂ مجتہدین کا کچھ تذکرہ فرمائیے مولوی صاحب نے بڑے زور شور سے تعریف ائمۂ مجتہدین اور علمائے مقلدین کی بیان فرمائی اور بعد ختم وعظ کے یوں دعا کی۔ اے اللہ مجھ کو ائمۂ مجتہدین و محدثین کی فرماں برداری میں زندہ رکھنا اور ان کی محبت میں مارنا اور قیامت میں ان کے تابعداروں میں محشور کرنا۔ تمام حاضرین کو بڑی خوشی

ہوئی یہاں تک کہ ایک دوسرے سے ملے اور جوش محبت سے طرفین
کے دلوں پر ایک عجیب رقت رہی۔ الحمد للہ کہ آرہ میں مصالحت کا
رنگ خوب جم گیا عشاء کی نماز ہوئی چونکہ میں مسافر تھا قصر کی وجہ
سے حافظ عبدالرزاق صاحب پیش امام جامع مسجد نے نماز پڑھائی
باخودہا کی محبت اور باہمی صلح کا اثر تھا کہ ہم مذہب مولوی ابراہیم صاحب
جو میرے بغل میں تھے نہ زور سے آمین کہی نہ رفع الیدین کیا اور جس
نے آمین بالجہر کی بھی تو ایسی خفیف آواز سے کہ ان کے قریب کے
دو چار آدمیوں نے سنی اس سے سب کو بڑی خوشی ہوئی اور نہایت
خرمی کے ساتھ ایک دوسرے کو اپنا محب صادق سمجھنے لگا اور آپس
میں خیال ازدیاد محبت کا ہوگیا۔

مگر غازی پور۔ بنارس۔ و دیگر بلاد میں ہنوز تصفیے کا عنوان
کوئی قائم نہیں ہوا اس وجہ سے ہنوز کوئی غیر مقلد مقلدین کی مسجد
میں نہیں آسکتا اور نہ کوئی مقلد غیر مقلدین کی مسجد میں جا سکتا۔
غازی پور میں فقیر نے خود حافظ عبداللہ صاحب سے (جو سرگروہ
غیر مقلدین ہیں) کہا کہ صرف جس قدر مولوی ابراہیم صاحب نے جلسۂ
ندوۃ العلمائے لکھنؤ میں بیان کیا ہے اور آپ نے بھی اس کو یہاں سنا
ہے آپ بھی کہہ دیجئے اور مسجدوں میں باہم آمد و رفت رکھئے اور کسی ایک
دوسرے کو منع نہ کیجئے مگر یہ حضرت راضی نہ ہوئے اور کہا کہ جس طور یہ
مولوی ابراہیم نے کہا ہے میں ہرگز نہیں کہوں گا پھر کیونکر مصالحت ہوتی
اور مولوی محمد سعید بنارسی سے بھی بنارس کے لوگوں نے کہا کہ جس طور
پر مولوی ابراہیم صاحب نے اپنی صفائی کر لی آپ بھی ویسے ہی عقائد

کا اظہار کر دیجئے تو مسجدوں میں آئیے جائیے مگر انھوں نے بھی حافظ
عبداللہ صاحب کی طرح سے نہ مانا بلکہ ان سے زیادہ شورش کی اور تمام
لوگوں میں اپنے انکار کا اشتہار دیا اور مولوی ابراہیم صاحب کو سخت
کلامی سے یاد کیا پس بنارس کے لوگوں نے بھی جواب دیا کہ آپ لوگ
اگر پہلے عقائد پر جمے رہیں گے تو ہرگز مساجد احناف میں نہیں جا سکتے۔
چنانچہ غازی پور۔ بنارس۔ مرزا پور۔ و غیرہ وغیرہ میں نہ غیر مقلدین نے
عقیدے کی صفائی ظاہر کی اور نہ صلح کی بات ہونے دی۔ خدا رحم فرمائے
اور مسلمانوں کو باہمی اتفاق کی توفیق دے اور فتنہ و فساد کی باتوں
سے بچائے۔ افسوس صد افسوس ہے ان مولویوں پر جن کے مزاج
میں اصلاح اصلاً نہیں ہے بلکہ بجھتی ہوئی آگ
کو مشتعل کرنا چاہتے ہیں اے میرے خدا اتفاق
و محبت امت محمدیہ کو عطا فرما آمین ثم آمین۔
حقیر فقیر محمد امانت اللہ عفی عنہ

حامداً و مصلیاً و مسلماً حضرت مولانا شاہ امانت اللہ صاحب فصیحی
غازی پوری مدظلہم العالی کی اس تحریر حق پذیر نے تو غالیان لامذہب اور
متعصبان مذبذب کی دروغگوئی و حیلہ جوئی اور ناانصافی و کید بانی کی ساری
قلعی کھول دی بلکہ ان لوگوں کی صورت پر کدورت آئینۂ واقعۂ آرہ میں
دکھا دی یعنی ہم لوگوں کی صلح و راستی اور ان لوگوں کی نفسانیت و کج بحثی
صاف صاف بلا اغتصاب بتا دی ؎

لامذہبی اب کیا ہے قید کی آزادی ۔۔۔ بے قیدی مذہب میں ہے دین کی بربادی
کہتے ہو برا سب کو اس سخت کلامی کی ۔۔۔ تم نے ہی بنا ڈالی الوِزرُ علی البادی

حررہ
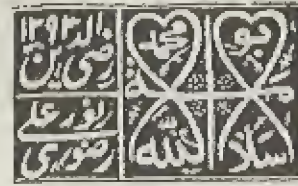
العبد الأواہ ابو محمد سلامۃ اللہ

عفرلہ اللہ وعفاہ من اجاب لقد اصاب

من جاء بالجواب قد فاز فوزا عظیما من الحدیث والکتاب

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مولانا شاہ امانت اللہ صاحب فصیحی غازی پوری نے موافق منشائے اصل اسلام حسب مقاصد ندوۃ العلما کے آپس میں میل جول اور ایک دوسرے کے پیچھے بلاکراہت نماز پڑھنے کے واسطے یہ سب کوشش کی تھی اوران لامذہبوں کے ظاہری اقرار کی وجہ سے سب مقلدوں نے باآواز بلند علی رؤس الاشہاد کہدیا تھا کہ اب ہمارے اوران کے درمیان پوری صفائی ہوگئی اور کوئی بات رکاوٹ کی باقی نہیں رہی اب ہم کو چاہئے کہ آپس میں مثل برادران حقیقی کے اتحاد و محبت کا برتاؤ رکھیں مگر افسوس کہ بعض متعصب لامذہبوں کی مخالفت سے اتحاد کی صورت پیدا نہیں ہوئی۔
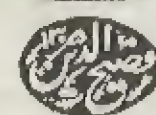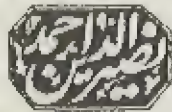
مواہیر و دستخط علمائے شہر اندور و چھاؤنی

الجواب صحیح ہٰکذا فی کتب الفقہ والحدیث۔ خادم شرع رسول اللہ

قاضی حبیب اللہ اندوری۔

من اجاب اصاب

صح الجواب سید غیاث الدین ساکن عدن حال وارد اندور

صح الجواب خادم العلماء عبدالواحد حال وارد شہر اندور
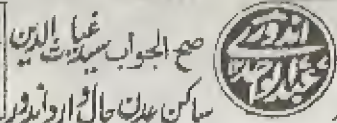
فرقۂ جدیدۂ غیر مقلدین کے عقائد جو مجیب مصیب نے تحریر کئے فی الواقع اہلسنت وجماعت وسلف صالحین کے خلاف ہیں اور یہ فرقہ بدعتی مفسد مفارق الجماعت اور اہلسنت وجماعت سے خارج ہے۔ اور مخالطت اور مجالست فرقۂ مذکورہ کے ساتھ ہرگز جائز نہیں ہے اور اپنی مسجدوں میں ان کو ہرگز آنے دینا نہیں چاہئے اور نماز اس فرقۂ مذکورہ کے پیچھے ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے
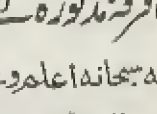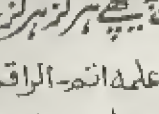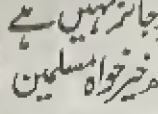
واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ الراقم خیرخواہ مسلمین

قد اطلعت علی ھذا الجواب المسطور بتمام مافیہ من اللؤلؤ المنثور فوجدتہ موافقا بالکتاب والسنۃ والدلائل قد جاء الحق

وزهق الباطل اشکر اللہ علی حسن توفیق المجیب المصیب واسألہ ان یعطیہ فی الدارین اکمل النصیب

حررہ حافظ محمد اکرم قاضی کمپ مؤ فقط

اعظم اللہ اجر من اجاب فانہ قد نطق بالقول المصاب واتی بما یشہد بہ السنۃ والکتاب ویقبلہ اولوا الالباب نمقہ تراب اقدام اہل العلم اضعف عباد اللہ المنان محمد المدعو ابعبد الرحمٰن نائب قاضی کمپ مؤ

ما قالہ المجیب المصیب حق سدید وبالحق المحض عقید جزاہ اللہ خیر الجزاء عنا وعن المسلمین آمین یارب العلمین ویا مجیب دعاء السائلین فی کل اٰن وحین سطرہ الراجی غفران اللہ المستعان محمد فضل الرحمٰن قاضی دار الفتح اجین

جو عقائد غیر مقلدین کے انھیں کی کتب معتبرہ سے بیان کئے گئے۔ درحقیقت خلاف عقیدۂ اہل سنت وجماعت ہیں ان کو مفسد دین جان کر ان سے مخالطت نہ کریں۔ عاجز محمد عبد الرحمٰن اندوری

مواہیر مشاہیر علمائے دار الاسلام مصطفےٰ آباد عرف رامپور

بلاشبہہ یہ فرقۂ ضالہ (جس کے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ مخالفہ

فرقۂ ناجیۂ اہل سنت والجماعت کے مجیب مصیب نے بحوالۂ رسائل وفتاوائے باطلۂ غیر مقلدین نقل کئے اور اکثر اس کے راقم الحروف کی نظر سے بھی گذرے) مبتدع ہے اور اس کے حق میں یہی حکم ہے جو مجیب مصیب نے تحریر کیا۔ واللہ سبحانہ الموفق
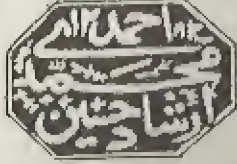
هذا هو الحق عندی — هذا الجواب بلا ارتیاب — الجواب صحیح — من اجاب لقد اصاب
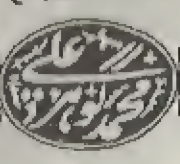
ذلک کذلک — هذا الجواب بالصواب — ذلک الکتاب لاریب فیه — قد اصاب من اصاب
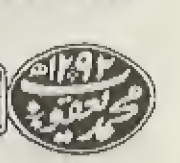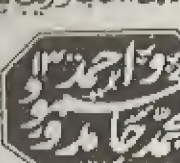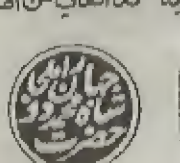
یہ شخص امام اس گروہ غیر مقلدین کا سنی نہیں ہے۔ رافضی ہو تو عجب نہیں یہ بیچارہ عامیوں کو اپنے ساتھ جہنم میں لے جانا چاہتا ہے واللہ اعلم۔
کتبہ سید عبد الحق۔ سابق متوطن کانپور حال باشندۂ رامپور

فی الواقع عقیدہ اس فرقۂ جدیدہ وجماعت متحدثہ کا ایسا ہی ہے جیسا کہ مجیب مصیب نے ثابت کیا۔
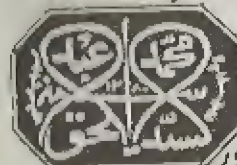
من قال سوی ذلک قد قال محالا
العبد

الجواب بالسنۃ والکتاب — عابد حسن عفی عنہ — من اجاب جاء بالحق والصواب
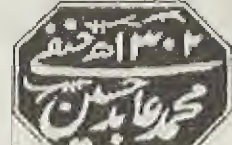
واقعی یہ فرقہ باطلہ جس کے جواب میں علمائے
دین ہمارے جو کچھ تحریر فرماتے ہیں درست ہے۔
حررہ الراجی الی رحمۃ اللہ محمد کریم اللہ

الجواب صحیح　　الجواب ھو الصواب　　المجیب مصیب

ان حضرات مشیخت مآب حاسدین مفسدین ومعاندین مجتہدین ومقلدین اوران کے مریدین ومعتقدین کے حق میں جن کو حضرت حق جل جلالہ وعم نوالہ نے آزادی کا طوق گلے میں ڈال کر ہندوستان کا شیخ نجد بنا کر چھوڑا ہے جس قدر شمشیر دست وزبان کے ذریعے سے مقابلہ بر محل کیا جائے تھوڑا ہے فی الحقیقت یہ سب کے سب ضال اور مضل ہیں اور سلسلۂ مذاہب اربعۂ فقہ سے خارج اور محمدی بن کر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں رخنہ انداز ومحل باعث فتنہ وفساد اوران کے عقائد پر مکائد منجر بکفر وشرک والحاد ومن یضلل اللہ فمالہ من ھاد وھو الموفق الی سبیل الرشاد ومنہ المبدأ والیہ المعاد۔ الا لایتفوہ بذلک العقائد المذکورۃ الامن لہ ذھن سقیم واللہ سبحانہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ کتبہ العبد الاثم ابو الجمیل معین الدین محمد عبد الجلیل صانہ اللہ عن کل دمیل وزمیل۔
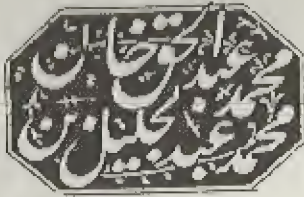
مہر تلمیذ حضرت مولانا مولوی　　محمد ارشاد حسین سلمہ رب المشرقین

اصاب من اجاب　　الجواب صحیح والمجیب مصیب　　ان ھذا الجواب صحیح

هوالموفق

ان هٰذ الجواب موافق السنة والكتاب کتبه العبد المذنب محمد عبد القادر

هوالمستعان

فی الحقیقت یہ جواب باصواب معین مقلدین اور حق الیقین ہے
محمد عبدالقادر خان

هوالرحمٰن الرحیم

لاشك ان هٰذا الجواب صحیح والمجیب مصیب فقط حررہ الاثیم محمد عبد الکریم
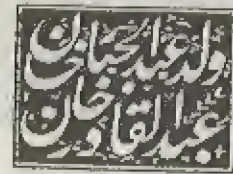
دار العلوم امجدیہ اہلسنت ارشد العلوم اوجھاگنج ضلع بستی (یوپی)

نونہالان قوم وملت کی تعلیم وتربیت
اور
اسلام وسنیت ومسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں سرگرم عمل

وجوب تقلید شخصی کے ثبوت میں مکہ مکرمہ کے مفتیان کرام کا فتویٰ[1]

السوال ۔ ما قولکم دام فضلکم فی ان العامی هل یجب علیه فی زماننا هٰذا التقلید بواحد من المجتهدین الاربعة اولہ ان یقلد من شاء من العلماء ۔ وعلی تقلید وجوب تقلید احد منهم هل یجوز التقلید الشخصی بان یقلد احد واحدا منهم بالتعیین فی جمیع الفروع ام لا ؟

الجواب ۔ الحمد لله وحده ومن ممد الکون استمد التوفیق والعون انه یجب علی المقلد الذی لم یبلغ درجة الاجتهاد فی زماننا هٰذا تقلید واحد منهم و ان التقلید الشخصی جائز بل مستحسن بل لازم علی القول المشهور عند الحنفیة والشافعیة ۔

اما الاول فلان التقلید بغیر هؤلاء الاربعة من المجتهدین وان کان جائزا عقلاً وشرعاً تقلید هم لکنه لما لم یثبت تدوین مذهب ذلك الغیر وضبط قواعده واستقرار احکامه وتحریر تلك الاحکام فرعاً فرعاً کما ثبت لمذاهب هؤلاء الاربعة یجب علی المقلد تقلید واحد منهم لان مذاهبهم

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے مکہ مکرمہ اس باب میں کہ ہمارے زمانے میں عامی کو چار اماموں میں سے ایک کی تقلید واجب ہے یا عالموں میں سے جس کی چاہے تقلید کرلے ۔ اور در صورت کہ ایک امام کی تقلید واجب ٹھہری تو کیا تقلید شخصی یعنی ایک ہی امام کی پیروی سب فروع میں جائز ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا

جواب ۔ ساری حمد وثنا خدائے یکتا کیلئے خاص ہے جہان کے مددگار سے توفیق اور مدد کا خواستگار ہوں ۔ بیشک ہمارے زمانے میں ائمہ اربعہ میں سے ایک امام کی تقلید واجب ہے اس پر جو درجۂ اجتہاد کو نہ پہونچے ۔ اور بتحقیق تقلید شخصی جائز اور پسندیدہ ہے بلکہ حنفیوں اور شافعیوں کے نزدیک لازم ہے ۔

پہلی بات یعنی ائمہ اربعہ میں سے ایک امام کی تقلید کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ ہر چند ان چار اماموں کے سوا کسی دوسرے مجتہد کی تقلید بھی عقلاً وشرعاً جائز ہے مگر چونکہ ان چار اماموں کے علاوہ کسی کے مذہب کی تدوین ، قواعد کا ضبط ، حکموں کا استقرار اور سب فروع کی تحریر عمل میں نہیں آئی اس لئے چاروں اماموں میں سے ایک مجتہد کی تقلید واجب ہے کیونکہ ان کے مذاہب

(۱) ماخوذ از تنبیہ الوہابیین صـ ۳۹۱ تا صـ ۳۹۴ ۔ الامجدی

قد دونت و قواعدها قد ضبطت واحکام تلك القواعد قد استقرت وتابعیهم قد حرروها غایة التحریر بحیث لا یوجد حکما الا وهو منصوص اما اجمالا واما تفصیلا۔

قال المحقق ابن الهمام فی آخر تکملة تحریر الاصول نقل امام الحرمین اجماع المحققین علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابة بل یقلدون من بعدهم الذین تدبروا ووضعوا ودونوا وعلی هذا ما ذکره بعض المتاخرین من منع تقلید غیر الاربعة لانضباط مسائلهم وتقییدها وتخصیص عمومها ولم یدر مثله فی غیرهم لانقراض اتباعهم وهو صحیح انتهی۔

وقال المحقق ابن نجیم فی ذیل القاعدة الاولی من الفن الاول من الاشباه ناقلا عن التحریر ان الاجماع قد انعقد علی عدم العمل بمذهب مخالف للائمة الاربعة انتهی۔ وقال الطحطاوی فی حاشیته علی الدر فی کتاب الذبائح قال بعض المفسرین فعلیکم یا معشر المسلمین اتباع فرقة الناجیة المسماة باهل السنة

بخوبی مدون ہو گئے ہیں اور قاعدے مضبوط اور احکام مقرر ہیں۔ اور ان کے متبعین بھی سب مسائل عمدگی سے لکھے ہیں یہاں تک ہر ہر جزئی خواہ اجمالاً ہو خواہ تفصیلاً منصوص ہے۔

محقق امام ابن ہمام نے کتاب تحریر الوصول کے تکملہ میں امام الحرمین سے نقل کیا ہے کہ محققین کا اس بات پر اجماع ہے کہ عام مسلمان صحابۂ کبار کی تقلید سے منع کئے جائیں بلکہ تقلید بعد والوں کی کریں جو تدبر سے کام لے قاعدے وضع کئے۔ اور مذہب مدون کئے۔ اور اسی بنیاد پر ہے جو بعض متاخرین نے چار اماموں کے سوا کسی اور کی تقلید کو منع فرمایا ہے۔ اس لئے کہ انھیں چار مذہبوں میں ضبط، تقیید اور تخصیص موجود ہے چنانچہ ایسا انتظام کسی اور مذہب میں نہیں ہے کیوں کہ ان کا تابع کوئی نہیں رہا۔ اور یہ تصریح متاخرین کی صحیح ہے انتھیٰ۔

اور محقق ابن نجیم مصری نے بھی اشباہ کے پہلے فن کے پہلے قاعدے میں تحریر سے نقل کیا ہے کہ ان چار مذہبوں کے مخالف پر عمل کرنے میں اجماعی ممانعت ہے انتہیٰ۔ اور علامہ سید احمد طحطاوی نے حاشیہ در مختار کے کتاب الذبائح میں بعض مفسرین سے نقل کیا ہے کہ سب مسلمانوں پر فرقۂ ناجیہ اہلسنت کا اتباع لازم ہے۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ کی نصرت

والجماعة فان نصرة اللّٰہ وحفظه وتوفیقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم وهذه الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی مذاهب الاربعة هم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجا من هذه المذاهب الاربعة فهو من اهل البدعة والنار انتهی

وقال المحقق ابن حجر المکی فی الفتح المبین شرح الاربعین للامام النووی اما فی زماننا فقال بعض ائمتنا لا یجوز تقلید غیر الائمة الاربعة الشافعی ومالك وابی حنیفة واحمد بن حنبل رضوان اللّٰہ علیهم لان هؤلاء عرفت قواعد مذهبهم واستقرت احکامهم وکثر تابعوهم وحرروها فرعا فرعا وحکما وحکما فلا یوجد حکم الا وهو منصوص لهم اجمالا او تفصیلا بخلاف غیرهم فان مذاهبهم لم تحرر ولم تدون کذلك فلا یعرف لها قواعد یستخرج احکامها فلم یجز تقلیدهم فیما حفظ عنهم لانه قد یکون مشروطا بشروط اخری وکلوها الی فهم من قواعدهم فقلت الثقة بما یحفظ عنهم من قیود او شروط فلم یجز التقلید انتهی۔ فظهر مما نقلنا ان العامی یجب علیه فی زماننا

اس کی حفاظت اور اس کی توفیق اہلسنت کی موافقت میں ہے۔ اور غضب و عذاب الٰہی اور رسوائی اہلسنت کی مخالفت میں ہے۔ اور یہ فرقۂ ناجیہ آج چار مذہبوں میں منحصر ہے یعنی حنفی، مالکی، شافعی، اور حنبلی۔ اور جو شخص ان چار مذہبوں سے خارج ہے وہ بدعتی اور ناری ہے انتھیٰ۔

اور محقق ابن حجر مکی فتح المبین میں جو امام نووی کی اربعین کی شرح ہے لکھتے ہیں۔ لیکن ہمارے زمانے میں تو ہمارے بعض ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ چار اماموں یعنی امام شافعی، امام مالک امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل رضی اللّٰہ عنہم کے علاوہ کسی دوسرے کی تقلید جائز نہیں۔ اس لئے کہ ائمۂ اربعہ کے مذاہب کے قاعدے مشہور اور احکام مقرر ہیں۔ اور ان کے متبعین نے ہر فرع اور ہر حکم کو لکھ دیا ہے کوئی حکم غیر منصوص نہیں خواہ اجمالاً یا تفصیلاً۔ برخلاف دوسرے مذہبوں کے کہ وہ ایسے مرتب اور مدون نہیں نہ ان کے قواعد مشہور ہیں جن سے احکام نکالے جائیں۔ تو ہمیں ان کے محفوظ احکام میں بھی تقلید جائز نہ ہوئی۔ کیوں کہ کبھی کوئی بات کسی ایسی شرط سے مشروط ہے جو ان کے قواعد سے مفہوم ہے یعنی صریح مذکور نہیں۔ بس قیود اور شرطِ محفوظ کا بھی اعتبار کم ہو گیا تو ان کی اب تقلید جائز نہ ہوئی انتھےٰ۔ لہٰذا ان منقولات سے

هذا تقليد واحد من المجتهدين الاربعة رضوان الله عليهم اجمعين وليس له ان يقلد غيرهم

واما الثاني فلانه اقرب الى الضبط وابعد عن الخبط وفي تركه خوف تلاعب متلاعب بمذاهب المجتهدين ولزوم مفاسد يتعسر اصلاحها على المصلحين فلهذا اجتهد الفحول من علماء اهل السنة والجماعة سلفًا وخلفًا في تحرير مذهب من قلدوه وما خلطوا ذلك المذاهب بمذهب غيره واختار المحققون منهم اتباع المقلد لمذهب امامه في كل تفصيل۔

وقال الامام الغزالي في بحث اركان الامر بالمعروف والنهي عن المنكر على كل مقلد اتباع مقلده في كل تفصيل فاذًا مخالفة المقلد متفق على كونه منكرًا بين المحصلين انتهى۔ وقال القهستاني في شرح مختصر الوقاية قُبيل كتاب الاشربة واعلم ان من جعل الحق متعددًا كالمعتزلة اثبت للعامي

ظاہر ہے کہ ہمارے زمانے میں عوام یعنی مجتہدین سے کم رتبے کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ ائمۂ اربعہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید کریں۔ ان کے علاوہ کسی اور کی تقلید جائز نہیں

دوسری بات یعنی تقلید شخصی کا جواز اور لزوم تو اس لئے کہ وہ بہت مضبوط ہے۔ خبط سے بہت دور ہے اور اس کے ترک میں مجتہدین کے مذہبوں سے لہو لعب کا خوف ہے۔ نیز تقلید شخصی کے ترک میں ایسے فساد لازم آتے ہیں جن کی اصلاح کسی اصلاح کرنے والے سے ناممکن ہے۔ اسی واسطے بڑے بڑے نامی گرامی علمائے اہلسنت نے خواہ متقدمین میں سے تھے یا متاخرین سے اپنے امام کے مذہب کے لکھنے میں ایسی کوشش کی کہ وہ دوسرے مذہب سے خلط نہ ہو۔ اور محققین نے یہی اختیار کیا ہے کہ مقلد کو ہر معاملے میں اپنے امام ہی کی تقلید کرنی چاہئے۔

حضرت امام غزالی نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ارکان میں لکھا ہے کہ ہر مقلد پر ہر مسئلے میں اپنے امام ہی کی تقلید لازم ہے اور امام کی مخالفت گناہ ہے۔ انتہی۔ اور قہستانی نے مختصر الوقایہ کی شرح میں کتاب الاشربہ کے پہلے لکھا ہے۔ جان لو کہ جس نے معتزلہ کی طرح حق کو متعدد قرار دیا اس نے عام مسلمانوں کے لئے ہر مذہب پر عمل کرنے کا اختیار ثابت کیا۔

الخيار في الاخذ من كل مذهب ما يهواه ومن جعل الحق واحدًا كعلمائنا الزم للعامي امامًا واحدًا كما في الكشف فلو اخذ من كل مذهب مباحه صار فاسقًا تامًا كما في شرح الطحاوي انتهى۔

وقال الامام الشعراني في الميزان اما من لم يصل الى شهود عين الشريعة الاولى وجب عليه التقليد بمذهب واحد خوفًا من الوقوع في الضلال وعليه عمل الناس اليوم انتهى۔ وقال المحدث الدهلوي ولي الله في عقد الجيد المرجح عند الفقهاء ان العامي المنتسب الى مذهب لا يجوز له مخالفته انتهى۔

ومن قال ان التقليد مطلقًا او التقليد الشخصي بدعة وضلالة فهو مبتدع ضال ويلزم على قوله ان السواد الاعظم من الامة المحمدية اجتمعوا على الضلالة وان مائة الوف منهم من العلماء العظام والاولياء الكرام وغير المحصورين من الصلحاء الفخام الذين اتفقت جمهور اهل السنة والجماعة على عظم درجتهم وجلالتهم وصلاحهم وورعهم وصلابتهم في امور الدين كانوا مبتدعين

اور جس نے اہلسنت کے طور پر حق ایک ہی مقرر کیا اس نے ایک ہی امام کی پیروی کو لازم ٹھہرایا جیسا کہ کشف میں لکھا ہے۔ لہٰذا جس نے ہر مذہب سے اپنے مطلب کے موافق لے لیا وہ پورے طور پر فاسق ہو گیا جیسا کہ شرح طحاوی میں ہے۔

اور امام شعرانی نے میزان میں لکھا ہے کہ جو شخص عین شریعت اولی کے شہود تک یعنی رتبہ اجتہاد تک نہیں پہونچا اس پر ایک ہی مذہب کی تقلید واجب ہے تاکہ گمراہ نہ ہو اور اسی وجوب تقلید شخصی پر مسلمانوں کا عمل ہے انتہی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے عقد الجید میں لکھا ہے کہ فقہا کے نزدیک اسی کو ترجیح ہے کہ مذہب کے مقلد کو اپنے مذہب کی مخالفت جائز نہیں۔ انتہی۔

اور جس نے کہا کہ مطلق تقلید یا تقلید شخصی بدعت اور گمراہی ہے تو وہ خود بدعتی اور گمراہ ہے۔ اور اس کے قول پر لازم آیا کہ امت مرحومہ کا سواد اعظم گمراہی پر ہے۔ اور لاکھوں مقلد مسلمان جن میں بے شمار علمائے عظام اولیائے کرام، اور صلحائے فخام داخل ہیں۔ اور جن کی عظمت شان، جلالت برہان، صلاح و تقوی اور صلابت دینی پر جمہور اہلسنت و جماعت متفق الکلمہ شاہد ہیں۔ وہ سب کے سب بدعتی اور گمراہ تھے اور بدعت و گمراہی پر مرے۔ پناہ بخدا پھر پناہ بخدا ایسے قول و قائلین سے۔

ضالین وماتوا علی البدعة والضلالة حاشاثم حاشا ان یکونوا کذلک۔

وقد قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ لایجمع امتی أو قال امة محمد علی ضلالة وید اللہ علی الجماعة من شذ شذ فی النار۔ رواہ الترمذی وقال اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار بل ھذہ الشرذمة القلیلة یخاف علیھم ان یکونوا مطامع الشیطان و ان یخلعوا ربقة الاسلام عن اعناقھم۔

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعة والعامة۔ رواہ احمد۔ وقال من فارق الجماعة شبرًا فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقہ رواہ احمد وابوداؤد۔

والعجب من ھؤلاء الجھلة انھم یدعون الناس الی تقلیدھم

حالانکہ بیشک وہ لوگ ایسے نہ تھے جیسا کہ یہ لوگ ان پر گمان کرتے ہیں۔

اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اور خدائے تعالیٰ کا دست قدرت جماعت پر ہے۔ جو جماعت سے نکلا وہ آگ میں جا پڑا۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے۔ اور ارشاد فرمایا کہ تم سواد اعظم کی پیروی کرو۔ بیشک جو ان سے نکلا وہ آگ میں جا پڑا۔ لہذا لاکھوں خواص و عام اہل اسلام مقلدین مذہب گمراہ نہیں ہیں بلکہ یہ چند شخص منکرین تقلید جن پر سخت خوف ہے کہ شیطان کے منظور اسلام کا قلادہ اپنی گردنوں سے اتار دیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسا کہ بکریوں کا بھیڑیا اکیلی اور کنارے رہنے والی کو پکڑ لیتا ہے۔ اختلاف سے بچو اور جماعت وجمہور سے مل جاؤ۔ روایت کیا اس حدیث کو امام احمد نے۔ اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اسلام کی جماعت سے بالشت بھر نکلا تو بیشک اس نے اسلام کا قلادہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ روایت کیا اس کو امام احمد اور ابوداؤد نے۔

تعجب ہے ان جاہلوں سے جو لوگوں کو اپنی تقلید کی طرف بلاتے ہیں اور ائمہ مجتہدین کی

ویمنعون الناس عن تقلید الائمة المجتھدین الذین انعقد الاجماع علی کمال علمھم ودیانتھم وورعھم وقوة اجتھادھم فی استنباط المسائل و غایة سعیھم فی امر الدین وفقنا اللہ وایاھم للصواب واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ امر برقمہ خادم الشریعة عبدالرحمٰن بن عبداللہ سراج الحنفی مفتی مکة المکرمة کان اللہ لھما۔

تقلید سے ہٹاتے ہیں جن کے کمال علم و دیانت اور پرہیزگاری واجتہاد پر سب کا اجماع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور ان کو نیک توفیق دے۔ اور خدائے تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ یہ جواب لکھوایا عبدالرحمٰن بن عبداللہ سراج مکہ مکرمہ کے مفتی نے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے۔

حامدا مصلیا مسلما ولقد اجاد مولانا مفتی الاسلام دام مجدہ فی ما افاد۔

مولانا مفتی اسلام نے بہت عمدہ جواب کا افادہ فرمایا ہے۔ ان کی بزرگی ہمیشہ رہے۔

الحمد للہ وحدہ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی من لا نبی بعدہ۔ قد اطلعت علی ما حررہ مفتی الانام ببلد اللہ الحرام من الجواب عن السوال عن وجوب التقلید لواحد من الائمة الاربعة من غیر تردید فوجدتہ جوابا صحیحا مطابقا لما ھو فی المذاھب منصوص علیہ فیجب الرجوع عند الاختلاف الیہ وفیہ کفایة ومقنع لمن کان بمرئ من التوفیق

خدائے یکتا کو سب حمد ہے اور اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ میں نے مکہ شریف کے مفتی اسلام کے جواب کا مطالعہ کیا جو ائمہ اربعہ سے ایک امام کی تقلید کے سوال پر تحریر فرمایا ہے۔ تو میں نے اس کو صحیح جواب مذاہب حقہ کے مطابق پایا۔ اختلاف کی حالت میں اس تحریر کی طرف رجوع واجب ہے۔ اور اس میں اس کے لئے کفایت وقناعت ہے جو

ومسمع والله سبحانه وتعالى اعلم. امر برقمه المرتجي من ربه الغفران احمد بن زين دحلان مفتي الشافعية بمكة المحمية غفر الله له ولوالديه ومشايخه ومحبيه وجميع المسلمين .

الله
المرتجي من ربه الغفران
السيد احمد دحلان
مفتي الشافعية
بمكة المحمية

توفیق سے مدد ملی اور خدائے تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے۔ اسے احمد بن زین دحلان مکی شافعیوں کے مفتی نے لکھوایا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس والدین کو اور اس کے مشائخ و دوستوں کو اور سب مسلمانوں کو بخشے۔

الحمد لله وحده وصلى الله تعالى على من لا نبي بعده رب زدني علما. اما بعد فقد اطلعت على هذا السؤال وما حرره مولانا مفتي مكة المشرفة في الحال في خصوص التقليد لواحد من الايمة الاربعة هو عين الصواب الموافق لنصوص المذهب بلا شك ولا ارتياب وحيث انه جواب صحيح مطابق للسنة السنية والشريعة النبوية فيجب ان يكون المعول عليه والمرجع عند الاشتباه اليه والله الموفق للصواب. واليه المرجع والمآب والله اعلم

خادم الشريعة بيلد الله المحمية ابوبكر محي بسيوني مفتي المالكية كان الله في عونه

ابوبكر
محي بسيوني

خدائے یکتا کے لئے ساری حمد و ثنا ہے۔ اور خدا کا درود ہو ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں اے اللہ! مجھ کو زیادہ علم دے۔ اما بعد میں مطلع ہوا سوال اور مفتیِ مکہ معظمہ کے اس جواب پر جو تقلید شخصی کے ثبوت میں لکھا گیا ہے۔ یہ عین صواب اور بیشک مذہب کی تصریحات کے موافق ہے۔ اور چوں کہ یہ صحیح جواب شریعت اسلامیہ کے موافق ہے۔ تو اسی پر اعتبار کا دار و مدار ہے اور اشتباہ کے وقت اس کی طرف رجوع لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ موفق صواب ہے اور اسی کی طرف مرجع و مآب ہے۔

ابوبکر محی بسیونی مکی مالکیوں کے مفتی نے اسے لکھا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے۔

الجواب صواب
علي بن محمد بن حميد مفتي الحنابلة بمكة المكرمة

علي ١٢٨٠
بن محمد بن
حميد

اسلامی اخلاق وآدابؒ

ماخوذ "اسلام کی پہلی کتاب" از حضرت مولانا غلام مرشدؒ در بھیڑوی رحمۃ اللہ علیہ

- جو کام شروع کرو پہلے بسم اللہ پڑھو۔
- جو کام شروع کرو اس کے انجام کو خوب سوچ لو تاکہ آخر میں کوئی پریشانی نہ ہو۔
- ہجومِ خلق اور آمد ورفت آدمیوں سے نہ گھبراؤ اور ترش رُو مت ہو۔
- اپنے رُتبے، عزت اور بزرگی پر غرور ہرگز نہ کرنا چاہیئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اور ہر کمال کو زوال ہے۔
- نماز اور کھانے کا وقت برابر ہو تو پہلے کھانا کھالو۔ اگر بھوک غالب نہ ہو تو نماز کو مقدم سمجھو۔
- کھانا کھانے کے وقت لقمہ چھوٹا ہو خوب چبا کر نگلو۔ جب تک پہلا لقمہ نہ نگل لو دوسرے لقمے پر ہاتھ نہ بڑھاؤ۔
- روٹی پر ہڈی وغیرہ نہ رکھو، جس چیز کے ساتھ روٹی کھاتے ہو اس کا روٹی پر رکھنا منع ہے۔ طعام کے اندر پھونکیں نہ مارو بلکہ ٹھنڈا کر کے کھاؤ۔
- نیک لوگوں کی آبرو کو اپنی زبان سے ٹکڑے مت کرو تاکہ دوزخ کے کُتے تمہارے بدن کو ٹکڑے نہ کریں۔
- جو کوئی خدا کی نعمت کی قدر نہیں کرتا وہ نعمت اس سے چھین لی جاتی ہے۔
- آنکھ کی حفاظت کرنا لازم ہے کیونکہ وہ سب فتنوں اور آفتوں کا سبب ہے۔
- نظر کو بے فائدہ چیزوں سے روکنا عبادت کی لذت وحلاوت اور دل کی صفائی پیدا کرتا ہے۔
- اصل یہ ہے کہ اپنے عضوؤں کا دھیان کرو کہ ہر ایک کو کس لیے پیدا کیا ہے۔ اسی کام کے لیے اس کو برتو۔